عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
حجۃ الوداع کا پیغام
اُمتِ مُسلمہ کے نام
جلد: ۴۰
۲۰ تا ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ جولائی ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۲۵
قادیانیت
دورِ حاضر کا
سب سے بڑا فتنہ
تحفظِ ختم نبوت
کا کام کیسے کریں
غنی
کون ہے
محتاج
کون
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قربانی کی جگہ رقم صدقہ کرنا درست نہیں

س:......قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا قربانی کے بجائے اتنی ہی رقم کسی ضرورت مند کو صدقہ کرنا بہتر نہیں ہوگا؟ غریب کی ضرورت پوری ہوجائے گی جبکہ گوشت کی تو ہر کسی کو ضرورت نہیں ہوتی؟

ج:......جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد کوئی بھی ایسی چیز ہو کہ جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس شخص پر قربانی کرنا واجب ہے۔ قربانی کے تین دنوں میں قربانی کرنا ہی افضل ہے، اس سے بڑھ کر اور کوئی بھی عمل نہیں۔ صدقہ، خیرات کرنا کافی نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کوئی صاحب نصاب نفلی قربانی کے بجائے خاموشی سے کسی ضرورت مند کو نقد رقم دیدے تو امید ہے کہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا، مگر واجب قربانی کرنے کے بجائے صدقہ کرنا جائز نہیں۔

قرض لے کر قربانی کرنا

س:......میرے پاس ایک تولہ سونا ہے، اس کے علاوہ کوئی رقم نہیں ہے، نہ ہی ضرورت سے زائد کوئی ایسی چیز ہے تو کیا مجھ پر قربانی واجب ہوگی؟ اگر واجب ہے تو میں کس طرح قربانی کروں؟ کیا قرض لے کر قربانی کرنا درست ہوگا؟

ج:......قربانی کے تین دنوں میں اگر ایک روپیہ بھی ضرورت سے زائد موجود ہوا تو چاندی کی مالیت کے حساب سے آپ صاحبِ نصاب بن جائیں گے اور قربانی واجب ہوجائے گی۔ صاحبِ نصاب کے پاس اگر نقد رقم موجود نہ ہو تو وہ قرض لے کر قربانی کرے، اگر واجب قربانی نہیں کی تو قربانی کے ایام ختم ہونے کے بعد اتنی رقم صدقہ کرنا واجب ہوگا اور قربانی کے ثواب سے بھی محروی ہوگی اور اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہیں لیکن وہ قرض لے کر کرنا چاہے تو ثواب کے حصول کی خاطر تو بھی کوئی حرج نہیں، مگر یہ دیکھ لیا جائے کہ قرض کی واپسی آسانی سے ممکن ہو۔

گھر کے ہر فرد پر قربانی واجب ہونا

س:......مشترکہ فیملی ہے، اس صورت میں سب گھر والوں کی طرف سے ایک گائے کردینا کافی ہے یا ہر ایک شخص کی طرف سے قربانی کرنا ضروری ہے؟

ج:......اگر ہر ایک صاحبِ نصاب ہے تو ہر ایک پر قربانی واجب ہوگی اور ایک گائے میں صرف سات افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا اگر زیادہ لوگ ہوئے تو ان کی قربانی الگ سے کرنا ضروری ہے، خواہ دوسرا جانور خریدیں یا کچھ حصے خریدیں یا بکرا وغیرہ لیں۔

س:......کیا کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟ اگر اس پر قربانی واجب ہوئی اور وہ خود نہیں کرسکتا یا کرنا نہیں چاہتا تو کیا ایسی صورت میں اس کی طرف سے قربانی کرسکتے ہیں؟

ج:......اگر اس شخص پر قربانی واجب ہے تو اس کے علم میں لائے بغیر یا اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے واجب قربانی کرنا درست نہیں، اگر ایسا کیا تو یہ نفلی قربانی ہوگی اور واجب قربانی اس کے ذمہ بدستور باقی رہے گی۔ ہاں! اگر اس نے قربانی سے پہلے اجازت دے دی تو اس کی طرف سے واجب قربانی ہوجائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
انٹرنیشنل

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۲۰ تا ۲۶؍ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷؍ جولائی ۲۰۲۱ء شمارہ:۲۵

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟	۴	محمد اعجاز مصطفی
غنی کون سا شخص ہے اور محتاج کون؟	۷	مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہ
دینی مدارس کے نصاب پر تنقید کیوں؟	۱۰	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
حجۃ الوداع کا پیغام امت مسلمہ کے نام	۱۱	مولانا نصیر الدین قاسمی
امام مہدیؓ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام	۱۵	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
قادیانیت... دورِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ	۱۸	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ
.... سیرت پاک کے چند روشن ابواب	۲۰	حافظ محمود راجا، سجاول
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ
حضرت مولانا محمد اسحاق بٹ، واہ کینٹ	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت مولانا شاہ محمد بٹ، لاہور	۲۷	" " " "

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

تحفظ ختم نبوت کا کام ایک مبارک محنت ہے۔ اسلافِ امت اور اکابرین ملت کی تصریحات کے مطابق ختم نبوت کا تحفظ کرنا براہِ راست خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ ''ختم نبوت'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہے اور وصف، ذات سے جدا نہیں ہوتا، لہٰذا اس وصف ختم نبوت کی محنت کے ساتھ جڑنے والے ذاتِ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کی اہمیت سمجھنے کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ مفسرین کرام نے قرآن کریم کی تقریباً سو آیات کریمہ اور محدثین عظام نے دو سو سے زائد احادیث نبویہ سے اس کے متعلق استدلال پیش فرمائے ہیں، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع اسی پر ہوا، جس کے نتیجہ میں دورِ صحابہ کرامؓ میں اسلام کی پہلی جنگ ''جنگِ یمامہ'' ختم نبوت کے تحفظ کے لئے لڑی گئی۔ دورِ نبوی کی ۸۳ جنگوں میں کُل ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے لیکن اس ایک جنگ میں بارہ سو صحابہؓ وتابعینؒ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ شمع ختم نبوت پر فدا ہونے والے ان پروانوں میں سات سو حفاظ وقراء تھے، جب کہ اسلام کی پہلی جنگ ''غزوۂ بدر'' میں شرکت سے مشرف ہونے والے ستر بدری صحابہ کرامؓ بھی ختم نبوت کے شہداء کی فہرست میں شامل ہیں۔

پہلے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کی سرکوبی ہو یا دوسرے متنبی مسیلمہ کذاب کا قلع قمع کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرامؓ نے اپنی قربانیاں پیش کرنے سے کبھی دریغ نہ کیا۔ طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث نامی سارقین نبوت کو مہلت مل گئی تو توبہ کر کے تائب ہوئے اور دوبارہ کبھی یہ دعویٰ زبان پر نہیں لائے، تب سے امت مسلمہ کی یہ تاریخ رہی ہے کہ ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کرنے والوں کو معاف نہیں کیا گیا۔

ہندوستان میں مسیلمہ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نام کے فتنے نے سر اٹھایا، ایمان کا دشمن یہ سانپ اپنے پھن پھیلائے مسلمانوں کے ایمانوں پر حملہ آور ہوا تو علماء کرام کی جماعت نے ہر میدان میں اس کا تعاقب کیا، سانپ کا سر کچلا نہیں جا سکا، لیکن یہ جاں بلب ضرور ہوا اور اب دیا بجھنے سے پہلے جو آخری بار پھڑ پھڑاتا ہے پھر ہمیشہ کے لئے گُل ہو جاتا ہے، یہی حال قادیانیت کا ہو چکا ہے، وہ دن دور نہیں جب اس فتنہ کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا، ان شاء اللہ!

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کرنے اور تحفظ ختم نبوت کی مبارک محنت میں شامل ہونے کے لئے عام آدمی کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: میں کس طرح اس میں اپنا حصہ ملا سکتا ہوں اور ختم نبوت کا کام کرنے کے لئے کیا شرائط ہیں، کیا صرف علماء کرام ہی یہ کام کر سکتے ہیں اور عام آدمی میں ختم

نبوت کا کام کرنے کے لئے کیا قابلیت ہونی چاہئے؟ سوان سوالات کے جواب میں عرض ہے کہ ختم نبوت کا کام ہر وہ مسلمان کرسکتا ہے، جس کے دل میں ایمان کی رمق ہے۔

ختم نبوت کا کام کرنے کے لئے صرف مسلمان ہونا شرط ہے، پھر آپ کا تعلق خواہ کسی مکتب فکر سے ہو خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نبوت اور آپ کے وصف ختم نبوت کا محافظ اور خادم سمجھیں۔ کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہوں لیکن تحفظ ختم نبوت اپنی ذمہ داری اور خود پر عائد ایک فریضہ جانیں۔ دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی فکر پیدا ہونا مبارک ہے اور اپنے دماغ میں اس فکر کے لیے تقاضے سوچنا قابل داد ہے، پھر اس محنت کے ساتھ عملاً وابستہ ہوجانا خدا کی توفیق وعنایت ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ خود سے کچھ کرنے کی بجائے علماء کرام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نگرانی میں اور ان سے پوچھ پوچھ کر یہ کام کیا جائے۔

حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ (امیر ہشتم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''اپنے بچوں کو گھروں میں عقیدۂ ختم نبوت، کلمہ طیبہ کی طرح یاد کرایا کرو کہ بیٹا! ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اس طرح اپنے بچوں بچیوں کو یہ عقیدہ یاد کراؤ۔ مائیں اپنی گودوں میں پلنے والے شیر خواروں کو ختم نبوت کے عقیدہ کی لوری سنایا کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر مرکزیہ، یادگار اسلاف، جانشین حضرت بنوریؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اطال اللّٰہ تعالیٰ بقائہ بالصحۃ و العافیہ نے ایک بار ارشاد فرمایا: ''عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہمارا مقصد حیات ہونا چاہئے۔''

چنانچہ اس غرض کے پیش نظر ہمارے اکابرین نے جنوری ۱۹۴۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا محاذ تشکیل دیا، جس کی امارت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کے ہاتھ میں تھی اور آپ ہی کی ہدایات واحکامات کی روشنی میں یہ ختم نبوت کا کاروان بہتر (۷۲) سالوں سے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو سب سے بڑی کامیابی محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کی قیادت میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو عطا فرمائی جب آئین پاکستان کے اندر قادیانی غیر مسلم قرار پائے۔ آج اگرچہ فتنۂ قادیانیت اپنی زندگی کے آخری دن کاٹ رہا ہے لیکن موقع ملنے پر یہ مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکا ڈالنے سے باز نہیں آتے، اس لئے اپنے نظریہ کی بقا، اپنے عقیدہ کے تحفظ اور اپنی مہم کی سرفرازی کے لئے مسلمانوں کا اس جماعت کے ساتھ جڑ کر متحرک رہنا ضروری ہے۔

اس جماعت کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

> ''خدام مجلس کی دعوت ودا عیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وعقیدت ہے، اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔''
>
> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی وملی احساس پیدا کرنا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔''
>
> (تحفۂ قادیانیت، ج:1، ص:238-240، ط:2010ء)

ختم نبوت کا کام کیسے کیا جائے؟اس بارہ میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سابق امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ختم نبوت کی دعوت دینا۔علاقے کے لوگوں کو اس کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔قادیانی مصنوعات سے بائیکاٹ کی حُسنِ سلیقہ سے دعوت چلانا۔ناواقف لوگوں کو قادیانی کفر کی قباحت بیان کرنا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علوّ مقام سے آگاہ کرنا۔لٹریچر بانٹنا۔ہر قسم کے کام کے لئے موقع آنے پر تیار رہنے کا عزم کرنا۔“(ماہنامہ بینات،شہیدِ ناموسِ رسالت نمبر،ص:351،ط:2011ء)

اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر طرح سے رابطہ میں رہیے۔ایم اے جناح روڈ، پرانی نمائش پر واقع جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ سے متصل دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہا کیجئے، یہاں مختلف پروگراموں اور بیانات میں شرکت کیجئے، یہاں سے ہفت روزہ ختم نبوت اور مفت لٹریچر حاصل کیجئے۔آپ موبائل فون کے ذریعہ بھی ہر وقت رابطہ میں رہ سکتے ہیں۔اپنے محلّہ کی مساجد میں ختم نبوت کے عنوان پر بیان رکھوائیے، مساجد و مدارس میں ختم نبوت کورس اور اسکولوں، کالجوں میں ختم نبوت کوئز پروگرام رکھوائیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائیں اور روزِ قیامت شفاعت نبوی کا مستحق بنائیں، آمین!

☆☆............☆☆............☆☆

کون ومکاں میں آپ ﷺ کی کوئی نظیر ہی نہیں

سَر میں خیالِ مصطفیٰ ﷺ دل میں غمِ نبی نہیں — حق کی قسم یہ زندگی، موت ہے زندگی نہیں
ہے یہ حقیقت عیاں، ہزل نہیں، ہنسی نہیں — خاتم انبیاء کے بعد اَور نبی؟ کبھی نہیں!
طبع اسیر مصطفیٰ تشنۂ بے خودی نہیں — واقفِ حال ماسوا، اَب میری آگہی نہیں
پھر تبرِ خلیل علیہ السلام سے توڑ بتانِ آذری — عشق ہے آج حکمراں عقل کی دل لگی نہیں
آتشِ عشق کے شرر، خاکِ حرم میں جا کے ڈھونڈھ — ارضِ عجم میں شور ہے، شورشِ بوذریؓ نہیں
منکر خاتم رُسل، بعثتِ نو کا مدّعی! — ہے ازلی عدو مرا، ایسوں سے دوستی نہیں
عرش عظیم مدح گو، فرشِ زمیں دَرُود خواں — ذکر رسول ﷺ سے تہی کوئی مقام بھی نہیں
شاہ عرب ﷺ کی اک مثال چشمِ فلک نہ پا سکی — کون و مکاں میں آپ ﷺ کی کوئی نظیر ہی نہیں
ختم حضور پاک ﷺ پر، سلسلۂ رُسل ہوا — قابل التفات ہی اب کوئی مفتری نہیں
مجھ کو بھی اے کریم ہو طیبہ کی حاضری نصیب — سچ ہے تری جناب میں لُطف کی کچھ کمی نہیں

آہنِ بخت تیرہ کو شوقیؔ دل فگار تو
عشقِ نبی سے زر بنا، عشق سی شے کوئی نہیں

حضرت شوقیؔ رحمۃ اللہ علیہ

غنی کون سا شخص ہے اور محتاج کون؟

مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہ

اگر کسی شخص سے پوچھا جائے کہ مال دار کون ہے؟ اور فقیر کون؟ تو وہ یہی جواب دے گا کہ جس کے پاس پیسہ، مال و دولت اور دنیوی ساز و سامان کی فراوانی ہے وہ مال دار ہے جس کے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں یا بہت کم برائے نام ہیں تو وہ فقیر ہے، مگر یہ جواب درست نہیں بلکہ غلط ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابن حبان کے حوالہ سے فتح الباری نقل کی ہے کہ:

”حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا تم مال کی زیادتی کو غنیٰ (مال داری) سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مال کی کمی کو فقر جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل ”غنیٰ“ (مال داری) دل کی مال داری ہے اور فقر اصل میں دل کا فقیر ہونا ہے۔“

(فتح الباری ص:۲۷۲، ج:۱۱)

حدیث میں بیان کردہ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے عربی کے ان دو لفظوں کا مطلب سمجھا جائے۔ ایک ”غنیٰ“، دوسرا ”فقیر“۔

”غنی“ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے لوگوں کا محتاج نہ ہو اردو زبان میں اس کا اصل ترجمہ ”بے نیاز“ اور ”مال دار“ سے بھی اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے، کیونکہ مال دار شخص کا دل اگر غنی ہو تو وہ مخلوق سے بے نیاز رہتا ہے۔

”فقیر“ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دوسرے لوگوں کا محتاج ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔“

(سورۂ محمد)

ترجمہ: ”اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔“

اب سمجھئے کہ حدیث شریف میں یہ حقیقت ارشاد فرمائی گئی ہے کہ ”غنی“ درحقیقت وہ شخص ہے جو دوسرے لوگوں کا محتاج نہ ہو۔ چاہے اس کے پاس مال و دولت کم ہو یا زیادہ اور ”فقیر“ وہ شخص ہے جو دوسروں کا محتاج ہو خواہ اس کے پاس دنیوی مال و دولت کم ہو یا زیادہ۔

ہمارا آپ کا مشاہدہ ہے کہ ایک شخص محدود آمدنی رکھتا ہے، معمول کے مطابق ضروریات زندگی صرف بقدر حاجت اس کے پاس ہیں، دنیوی مال و دولت کی فراوانی اس کے پاس نہیں، نہ ساز و سامان کی اس کے پاس بہتات ہے مگر وہ قناعت کے ساتھ پُرسکون زندگی گزار رہا ہوتا ہے، نہ وہ کسی کا مقروض ہے نہ دوسروں کے دروازوں پر جاتا ہے نہ دوسروں کے مال و دولت پر لالچ کی نگاہیں ڈالتا ہے، پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ بیوی، بچوں اور والدین، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور پُرسکون زندگی گزار کر جنت کی طرف چلا جاتا ہے۔

دوسری طرف ایک شخص ہے جس کے پاس کئی طرح کے مکان، دکان ہیں، کئی کاریں ہیں، ایک کارخانہ چل رہا ہے، دوسرا کارخانہ وہ لگانا چاہتا ہے، صبح سے شام تک بھاگ دوڑ میں لگا ہوا ہے، آج پارٹنر کی تلاش ہے، دوسرے دن کسی بینک منیجر سے کام ہے، ایک فائل پر سیکریٹری کے دستخط کروانے ہیں تو اس سے رابطہ کی کوشش میں ہے تو دوسری طرف فائل کسی اور دفتر میں اس کی منتظر ہے، کسی کو رشوت دے رہا ہے، کسی کی خوشامد کر رہا ہے، کسی کو دھمکا کر اپنا کام نکلوانا چاہتا ہے۔ شام تک مختلف دروازوں پر جا رہا ہے اور اپنا کام نکلوانے کے لئے ہر طرح کی جائز ناجائز تدبیریں کر رہا ہے، حتیٰ کہ کسی بزرگ اور پیر کے پاس آتا ہے تو اس سے بھی دنیا ہی کی چیزوں کے لئے دعا کرواتا ہے، بزرگوں کی خوشامد کر رہا ہے تاکہ میری دنیا کا کام کسی طرح بن جائے، یہ شخص دنیوی ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود محتاج ہے، مال و دولت کی بہتات کے باوجود یہ نہ جانے کتنے لوگوں کا محتاج اور ان کا فقیر ہے۔

یہ بھی دنیا کی عجیب حقیقت ہے کہ جس شخص کے پاس دنیا کی چیزیں جتنی زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہیں اتنا ہی زیادہ وہ دوسروں کا محتاج ہوتا چلا جاتا ہے اگر کسی شخص کے پاس صرف اپنا مکان، اپنی سواری ہو تو وہ اسے خود استعمال کر کے راحت حاصل کرسکتا ہے، لیکن اگر کسی شخص کے پاس کئی مکانات اور کئی دکانیں ہیں تو ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے اسے اتنے ہی زیادہ افراد کا محتاج ہونا پڑے گا، اگر کسی کے پاس کئی طرح کی متعدد کاریں ہیں تو اسے اتنے ہی ڈرائیوروں اور ملازموں کا انتظام کرنا پڑے گا، ڈرائیور، ملازم، کارکن اگر پیسے میں اس شخص کے محتاج ہوں گے تو یہ شخص باقی تمام معاملات میں ان سب کا محتاج ہوگا اور دیکھا جائے تو یہ شخص بہت سارے افراد کا محتاج ہوگا اور وہ افراد صرف اس ایک شخص کے محتاج ہوں گے۔

نیز دنیا کی یہ بھی عجیب حقیقت ہے کہ دور دور تک پھیلے ہوئے دنیوی ساز وسامان کی فراوانی کے باوجود ان کا مالک انہیں صرف ایک انسان کی طاقت کے بقدر ہی استعمال کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، اگر کسی شخص کے پاس سینکڑوں روٹیاں اور بیسیوں طرح کے سالن اور کھانے پینے کی بے شمار چیزیں ہوں تو وہ اپنے معدہ میں صرف اتنی ہی چیزیں ٹھونس سکتا ہے جتنا کوئی دوسرا عام آدمی۔ اگر کسی شخص کے پاس سو کمرے والا عالی شان مکان ہو تو وہ ایک وقت میں صرف ایک کمرہ ہی میں سو سکتا ہے سب کمروں میں نہیں، ایک وقت میں وہ ایک ہی بستر استعمال کرسکتا ہے، دوسرا نہیں، ایک کار میں ایک سیٹ پر ہی وہ سفر کرسکتا ہے، سب کاروں پر نہیں، ایک وقت میں ایک لباس ہی استعمال کرسکتا ہے سب نہیں، انسان خواہ کتنے ہی ساز و سامان کا مالک بن جائے، اس کے استعمال کرنے کی نارمل انسانی طاقت بہت محدود ہے۔ وہ ایک وقت میں ایک ہی چیز استعمال کرے گا، خواہ اس کے پاس وہ چیز صرف ایک ہو یا دس میں سے ایک ہو یا سو میں سے ایک یا ایک ہزار میں سے ایک، باقی سب اس کی حاجت سے زائد ہوں گی، بلکہ زائد چیزیں ہوسکتا ہے کہ اس کے لئے وبالِ جان بن جائیں ان کا رکھنا، حفاظت کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا، اس کے لئے مصیبت بن جائے اور وہ چیزیں اس کے دل کے سکون تباہ کر کے رکھ دیں، پھر یہ نعمتیں بالفرض دنیا میں وبالِ جان نہ بھی بنیں تو آخرت میں تو اس سے ان سب نعمتوں کا حساب دینا ہی ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”ثُمَّ لَتُسْـئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ.“ (التکاثر:۸)

ترجمہ:”پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔“

اور دنیوی ساز و سامان کی یہی فراوانی اور بہتات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ ساز و سامان ان کے لئے (دنیا و آخرت میں) وبالِ جان ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے:

”وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝“ (طٰہٰ:۱۳۱)

ترجمہ:”اور آپ اپنی آنکھیں لمبی کر کے ان چیزوں کی طرف نہ دیکھئے جو ہم نے اُن کے مختلف گروہوں کو مزے کے لئے دی ہیں تاکہ ہم ان کو اس کے ذریعہ آزمائیں اور آپ کے پروردگار کا رزق بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والا بھی۔“

اس آیت مبارکہ میں ”لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ“ کا لفظ لایا گیا ہے، جس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ دنیوی ساز و سامان کی یہ فراوانی ان کے لئے فتنہ ہے، یعنی آزمائش ہے۔

یہی حقیقت سورۃ المومنون کی آیت:۵۵، ۵۶ میں اس طرح واضح کی گئی ہے:

”أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝“ (المومنون)

ترجمہ:”کیا وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہم جو ان کے مال و اولاد میں اضافہ کر رہے ہیں یہ ہم ان کی بھلائی کا کام جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ وہ سمجھتے نہیں ہیں۔“

اس آیت سے بھی واضح ہے کہ مال و اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علامت نہیں اور جو یہ سمجھتے ہیں ان کا خیال غلط ہے، پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ حقیقت ہے جسے ہم روزمرہ کی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر اس سے صحیح نتیجہ حاصل نہیں کرتے، اور وہ یہ حقیقت ہے کہ آدمی کتنی ہی دکانوں، مکانات، کارخانوں کا مالک ہو، زیورات و جواہرات اس کی ملکیت میں ہوں، لباس، کھانے اور آرام وراحت کی سینکڑوں چیزوں کا وہ مالک ہو، جس طرح وہ ان سب چیزوں کو بیک وقت استعمال نہیں کرسکتا ہے اسی طرح وہ انہیں اپنے ساتھ قبر میں بھی نہیں لے جاسکتا، وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ ہی جاتا ہے، البتہ

اس نے اپنی ملکیت میں جتنی چیزیں چھوڑی ہوتی ہیں، اسے ان سب کا حساب دینا ہوتا ہے۔

آدمی بے وقوفی سے یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب چیزیں میری ہیں اور میرے لئے ہیں، حالانکہ اس کی مملوکہ چیزوں میں سے کچھ چیزیں اس کی اپنی ہوتی ہیں باقی سب چیزیں یہ شخص اپنے وارثوں کے لئے جمع کر رہا ہوتا ہے اور غلطی سے یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ میری ہیں جبکہ حقیقت میں وہ اس کے وارثوں کے استعمال کی ہوتی ہیں۔ اس کے مرنے کے بعد وارث ہی ان سے نفع اٹھائیں گے مگر اپنی زندگی میں انہیں جائز و ناجائز طریقہ سے جمع کرنے کا حساب خود اس شخص کو دینا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی کس قدر سچا ہے:

"یقول العبد مالی مالی، وان ماله من ماله ثلاث: ما اکل فافنی، او لبس فابلی، او اعطی فاقتنی، وما سوی ذلک فهو ذاهب وتارکه للناس۔" (رواہ المسلم)

ترجمہ: "آدمی کہتا ہے: میرا مال ہے، میرا مال! حالانکہ اس کے اپنے مال میں سے جو خود اس کے کام آئے وہ صرف تین طرح کا مال ہے: (۱) جو اس نے کھا کر ختم کر دیا، (۲) یا پہن کر پرانا کر دیا، (۳) یا اللہ کے راستہ میں دے کر آخرت کے لئے اپنا ذخیرہ کر دیا، اس کے سوا جو کچھ مال ہے وہ یہ لوگوں کے لئے چھوڑ جائے گا اور خود آگے چلا جائے گا۔" (مشکوۃ المصابیح عربی، ص:۲۴۰)

اہم نوٹ:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میت کا بچا ہوا سارا مال وارثوں یا دوسرے لوگوں کے کام آئے گا، لیکن اتنی بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص حلال ذرائع سے حلال مال حاصل کرے اور احتیاط اور تقویٰ کا دامن بھی اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے پھر وہ اپنے حلال طیب مال کے حقوق دنیا میں ادا کرتا رہے (جن میں زکوۃ، صدقۃ الفطر، بیوی، والدین، رشتہ داروں، پڑوسیوں وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی بھی شامل ہے) اس کے بعد وہ یہ اپنا حلال مال جان بوجھ کر اس نیت سے چھوڑ کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد وارث اور دوسرے لوگ یہ استعمال کریں گے تو مجھے ثواب ملے گا اور یہ مال میرے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا اور میرے وارث دوسرے لوگوں کے محتاج نہیں رہیں گے تو یہ سوچ اور طریقہ بھی دین کے عین مطابق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس کی ترغیب دی ہے بلکہ اس کا حکم دیا ہے، ایسی صورت میں یہ مال دنیا میں بھی اس کے لئے خیر ہے اور مرنے کے بعد بھی خیر ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ان سب حقائق کو دیکھنے کے بعد حدیث شریف میں بیان کردہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے:

"لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس۔" (متفق علیہ)

ترجمہ: "مال داری ساز و سامان کی کثرت سے نہیں ہوتی لیکن مال داری دل کی مال داری ہے۔"

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی ذاتی زندگی میں صبر و قناعت کا راستہ اختیار کرکے دوسروں کا محتاج ہونے سے بچ جائے اور صبر و سکون اور سکینت کی زندگی اختیار کرکے دل کا غنی رہے وہ حقیقت میں "غنی" ہے، وہ مال دار ہے، خواہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو یا نہ ہو۔

اور جو شخص دوسروں کا محتاج ہو، دوسروں کے مال و دولت اور ابروؤں کے اشارہ پر اس کی نظر رہتی ہو حرص و لالچ میں مبتلا ہو وہ فقیر ہے خواہ دیکھنے میں اس کے پاس دنیوی ساز و سامان کی بہتات ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دل کا سکون اور دل کی مال داری عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

مسلمانوں نے ہمیشہ باہمی اتحاد و اتفاق سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع کیا ہے: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا پیر علیم الدین شاکر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالشکور یوسف، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، مولانا محبوب الحسن طاہر نے خطبات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے والے کل قیامت کے دن شفاعت محمدی کے حقدار بنیں گے۔ عقیدۂ ختم نبوت کسی ایک مسلک یا فرقے کا کام نہیں پوری امت مسلمہ کا مشترکہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ باہمی اتحاد و اتفاق سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع کیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ قانون ناموس رسالت میں کوئی ترمیم ناقابل برداشت ہے یورپی یونین کا تحفظ ناموس رسالت قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ آئین پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازش ہے جسے کوئی بھی غیور مسلمان برداشت نہیں کر سکتا، ناموس رسالت ایکٹ میں ترمیم کی سازش درحقیقت تحفظ ناموس رسالت قانون کو غیر موثر بنانے کی ملک دشمن یہودی و قادیانی سازش ہے، جسے غیور مسلمان قطعی طور پر برداشت نہیں کریں گے۔ علماء کرام نے پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت پر حدیث ختم نبوت دلکش اور خوبصورت انداز میں لکھوانے پر اسپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی اور تمام اراکین اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ یہ خوش آئند بات ہے پنجاب اسمبلی یہ واحد اسمبلی ہے جس میں ختم نبوت والی حدیث لکھی گئی ہے ہم پوری پنجاب اسمبلی کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دینی مدارس کے نصاب پر تنقید کیوں؟

دینی مدارس میں زیر تعلیم 2 فیصد بچوں کو انجینئر یا ڈاکٹر بنانے کی تو فکر ہے مگر 98 فیصد اسکول میں پڑھنے والوں کو انجینئر یا ڈاکٹر بنانے کی مخلصانہ کوشش کیوں نہیں؟

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بات اٹھتی رہتی ہے۔ مدارس کے نصاب میں تبدیلی کے لئے ایک موقف ان حضرات کا بھی ہے جو اس نصاب کو موجودہ زمانے میں بے کار سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ مدارس کے نصاب میں بڑے پیمانے پر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے جس میں عصری علوم اس حد تک شامل کئے جائیں کہ مدارس کے فضلاء کالج اور یونیورسٹیوں کے فارغین کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ ودو میں لگ جائیں۔ یہ عموماً وہ حضرات ہیں جنہوں نے مدارس میں نہ تو باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے اور نہ ہی مدارس کے نصاب سے بخوبی واقف ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ یہ حضرات دو فیصد طلبہ جو مذہبی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی دنیاوی تعلیم کی تو فکر کر رہے ہیں، مگر 98 فیصد بچے جو عصری تعلیم کے شعبوں میں ہیں ان کی دینی تعلیم وتربیت کی کوئی فکر نہیں کرتے۔

اگر قوم وملت کے نوجوانوں کو واقعی انجینئر، ڈاکٹر، پروفیسر، وکیل اور سائنسداں وغیرہ بنانا ہے تو خوابوں کی زندگی سے جاگنا ہوگا، صرف تنقید کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کو محنت اور لگن سے پڑھانا ضروری ہے۔ اپنی ناکامیوں کو مدارس کے نصاب میں نہ چھپایا جائے۔ نیز جو بچے بالکل ہی نہیں پڑھ رہے ہیں انہیں تعلیم دی جائے۔ اس اہم اور ضروری کام شروع کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ معیاری اسکولوں کا قیام کر کے بچوں کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے خدمات پیش کی جائیں۔ غرضیکہ جو کام کرنے کے ہیں وہ نہیں کئے جاتے بلکہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو چھپانے کے لئے بس مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بات شروع کر دیتے ہیں۔

مدارس کی تعلیم کا بنیادی مقصد علوم قرآن وسنت کی ترویج، اشاعت اور حفاظت ہے، نیز امت محمدیہ کی دنیاوی زندگی میں رہنمائی کے ساتھ اس بات کی کوشش وفکر کرنا ہے کہ امت محمدیہ کا ہر فرد اخروی زندگی میں کامیابی حاصل کرے۔ اخروی زندگی کو نظر انداز کر کے ڈاکٹر یا انجینئر یا ڈیزائنر بنانا مدارس کے قیام کا مقصد نہیں۔ جس طرح دنیاوی تعلیم میں بھی انجینئرنگ کرنے والے طالب علم کو میڈیکل کی تعلیم نہیں دی جاتی، وکالت کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کو نقشہ بنانا نہیں سکھایا جاتا، کیونکہ میدان مختلف ہیں، اسی طرح قرآن وحدیث کی تعلیم میں تخصص کرنے والے طالب علم کو انگریزی وحساب وسائنس وغیرہ کے سبجیکٹ ضمناً ہی پڑھائے جاسکتے ہیں۔☆☆

حضرت پیر سیّد امین الدین پاشا مدظلہ کی دفتر ختم نبوت آمد

کراچی (مولانا محمد قاسم) ۱۳ر جون بروز اتوار دن ۱۲ بجے کے لگ بھگ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیر طریقت حضرت حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی زید مجدہم کے خلیفہ مجاز حضرت پیر سیّد امین الدین پاشا مدظلہ دفتر ختم نبوت تشریف لائے۔ ظہر کی نماز کے بعد مریدین ومتوسلین اور احباب دفتر ختم نبوت سے مختصر اصلاحی گفتگو فرمائی، ماحضر تناول فرمایا اور تمام حاضرین کو دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض سے مستفید فرمائے، آمین۔

حجۃ الوداع کا پیغام امتِ مسلمہ کے نام

مولانا نصیر الدین قاسمی

اذا جاء نصر اللّٰہ الخ ، جب اللہ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہوگا، تو تم دیکھو گے کہ لوگ دین خداوندی میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں، اب تم اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ اور استغفار کرو، بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

آخری حج کی تیاری:

جب یہ سورت نازل ہوئی، تو پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی مرضی اور منشاء کو پالیا کہ اب وقتِ رحلت قریب آ گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے خانۂ کعبہ کی تطہیر کا آخری اعلان کرا چکے تھے کہ آئندہ کسی مشرک کو اللہ کے گھر میں داخل ہونے اور برہنہ طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد فریضۂ حج ادا نہیں فرمایا تھا، اب ۱۰ھ میں ارادہ ہوا کہ سفرِ آخرت سے پہلے پوری امت مسلمہ کے ساتھ مل کر آخری حج کیا جائے، حضرت علیؓ کو یمن سے بلایا گیا، قبائل کو آدمی بھیج کر ارادۂ پاک کی اطلاع دی گئی، تمام ازواجِ مطہراتؓ کو رفاقت کی خوشخبری سنائی گئی، حضرت فاطمہؓ کو تیاری کا حکم دیا گیا، ۲۵/ ذی قعدہ کو مسجدِ نبوی میں جمعہ ہوا اور وہیں ۲۶/ کی روانگی کا اعلان ہوگیا، جب ۲۶/ کی صبح منور ہوئی، تو چہرۂ انور سے روانگی کی مسرتیں پوری طرح نمایاں ہو رہی تھیں، آپؐ نے غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا اور ادائے ظہر کے بعد، تہلیل و تکبیر کے ترانوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، اس وقت ہزار ہا پروانۂ امت اپنے نبیِ رحمت کے ہم رکاب تھے، یہ مقدس قافلہ مدینہ منورہ سے ۶/ میل دور ذی الحلیفہ میں پہنچ کر ٹھہرا اور ذی الحلیفہ میں رات گزار کر دوسرے روز روانہ ہوا، روانہ ہونے سے پہلے آپ پھر حمد و ثنا میں مشغول ہوگئے اور بڑے سوز و گداز سے دو رکعتیں ادا کیں، پھر قصویٰ (آپ کی اونٹنی کا نام ہے) پر سوار ہو کر احرام باندھا اور ترانۂ لبیک بلند کر دیا:

”لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمدَ والنعمةَ لک والملکَ لا شریک لک“

اس ایک صدائے حق کی اتباع میں ہزار ہا عاشقانِ خدا کی صدائیں بلند ہونے لگیں، آسمان کا جوف تکبیر و تہلیل کی صداؤں سے لبریز ہوگیا اور دشت و جبل توحید کے ترانوں سے گونجنے لگے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جہاں تک انسان کی نظر کام کرتی تھی، انسان ہی انسان نظر آتے تھے، جب اونٹنی کسی اونچی جگہ سے گزرتی تو تین تین مرتبہ صدائے تکبیر بلند فرماتے، آوازِ نبوی کے ساتھ لاکھوں عاشقانِ رسول کی آوازیں اٹھتیں، اور کاروانِ نبوت کے لبوں پر نعرہ ہائے تکبیر کا ایک دریائے رواں جاری ہو جاتا، سفر مبارک پورے نو روز جاری رہا، ۴/ ذوالحجہ کو طلوع سحر کے ساتھ مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں اور ہاشمی خاندان کے نونہالان اپنے عظیم محسن کی تشریف آوری کی خوشخبری سن کر اپنے گھروں سے خوش و خرم دوڑتے ہوئے نکل رہے تھے کہ چہرۂ انور کی مسکراہٹوں کے ساتھ لپٹ جائیں، ادھر سرورِ عالم شفقتِ منتظر کی تصویر بن رہے تھے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کم سن بچوں کے شگفتہ چہرے دیکھے، تو جوشِ محبت سے جھک گئے اور کسی کو اونٹ کے آگے بٹھالیا اور کسی کو پیچھے سوار کر لیا، تھوڑی دیر بعد کعبۃ اللہ کی عمارت پر نظر پڑی تو فرمایا: ”اے اللہ! خانہ کعبہ کو اور زیادہ شرف و امتیاز عطا فرما“ معمارِ حرم نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا، پھر مقامِ ابراہیم کی طرف تشریف لے گئے اور دوگانۂ تشکر ادا کیا، اس وقت زبان پاک پر یہ آیت جاری تھی ”واتخذوا من مقامِ ابراھیمَ مصلّٰی“ اور مقامِ ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔

کعبۃ اللہ کی زیارت کے بعد صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر تشریف لے گئے، یہاں پر کعبۃ اللہ کا پرکشش منظر نظر آیا، تو زبان مبارک سے ابر گہربار کی طرح کلمات توحید و تکبیر جاری ہوگئے:

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ، لہ

الملک وله الحمد یحیی ویمیت وهو علی کل شیء قدیر، لا اله الا الله وحده ان جز وعده نصر عبده وهزم الاحزاب وحده خدا ہی صرف معبودِ برحق ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، ملک اس کا، حمد اس کے لئے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، ہر چیز پر اسی کی قدرت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے وعدہ پورا کردیا، اس نے اپنے بندوں کی نصرت فرمائی اور تنہا تمام قبائلی جمعیتوں کو پاش پاش کردیا۔

۸رذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرماکر ۹رذوالحجہ کو جمعہ کے روز، نمازِ فجر ادا کرکے منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادیٔ نمرہ میں آ ٹھہرے، دن ڈھلنے کے قریب میدان عرفات میں تشریف لائے، تو ایک لاکھ چوبیس ہزار توحید پرستوں کا ایک جم غفیر سامنے تھا اور زمین سے آسمان تک تکبیر وتہلیل کی صدائیں گونج رہی تھیں، اب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم قصویٰ پر سوار ہوکر آفتابِ عالم تاب کی طرح کوہِ عرفات کی چوٹی سے طلوع ہوئے؛ تاکہ خطبۂ حج ادا فرمائیں۔

خطبۂ حج الوداع:

حجۃ الوداع کے وقت دولت وحکومت کا سیل رواں مسلمانوں کی طرف امنڈتا چلا آرہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم یہ تھا کہ دولت کی فراوانی، امت کے اتحاد کو پاش پاش کردے گی، اسی لئے اتحادِ امت کا موضوع اپنے سامنے رکھ لیا اور پھر دردِ امت کی پوری توانائی اسی موضوع پر صرف فرمادی، پہلے نہایت درد انگیز الفاظ میں قیامِ اتحاد کی اپیل کی، پھر فرمایا کہ پسماندہ طبقات کو شکایت کا موقع نہ دینا، تاکہ حصارِ اسلام میں کوئی شگاف نہ پڑجائے، پھر اسباب نفاق کی تفصیل بیان کرکے ان کی بیخ کنی کا عملی طور پر سروسامان فرمایا، پھر واضح کیا کہ جملہ مسلمانوں کے اتحاد کا مستقل سنگِ اساس کیا ہے؟ آخری وصیت یہ فرمائی کہ ان ہدایات کو آئندہ نسلوں میں پھیلانے اور پہنچانے کے فرض میں کوتاہی نہ کرنا، خاتمۂ تقریر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی سرخ روئی کے لئے حاضرین سے شہادت پیش کرتے ہوئے اس طرح بار بار اللہ کو پکارا کہ مخلوق خدا کے دل پگھل گئے، آنکھیں سیلاب بن گئیں اور روحیں انسانی جسموں میں تڑپنے لگیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد خطبہ حج کا پہلا درد انگیز فقرہ یہ تھا:

”اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں اور تم اس اجتماع میں کبھی دوبارہ جمع نہیں ہوں گے۔“

اس ارشاد سے اجتماع کی غرض وغایت اظہر من الشمس ہوکر سب کے سامنے آگئی اور جس نے بھی یہ ارشادِ مبارک سنا، تڑپ کر رہ گیا، اب اصل پیغام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”اے لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت و ناموس اسی طرح ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن (یوم قربانی) یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) تم سب کے لئے قابلِ حرمت ہے“ اور اسی نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”اے لوگو! آخر تمہیں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونا ہے، وہاں تمہارے اعمال کی بازپرس ہوگی، خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔“

رسول پاک کی یہ دردمندانہ وصیت زبان مبارک سے نکلی اور تیر کی طرح دلوں میں پیوست ہوگئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفاق انگیز شگافوں کی طرف توجہ دلائی جن کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا، یعنی یہ کہ اقتدارِ اسلام کے بعد غریب اور پس ماندہ گروہوں پر ظلم کیا جائے گا اس سلسلہ میں فرمایا:

”اے لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا، تم نے نامِ خدا کی ذمہ داری سے انہیں زوجیت میں قبول کیا ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ غیر کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں، اگر وہ ایسا کریں، تو تم انہیں ایسی مار مارو جو نمایاں نہ ہو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں بافراغت کھانا کھلاؤ اور بافراغت کپڑا پہناؤ اور جو خود کھاؤ وہی اپنے غلاموں کو بھی کھلاؤ، جو پہنو وہی انہیں بھی پہناؤ۔“

رسم جاہلیت کی بیخ کنی:

عرب میں فساد وخوں ریزی کی بڑی بڑی دو وجہیں تھیں: (۱) ادائے سود کے مطالبات (۲) مقتولوں کا انتقام: ایک شخص دوسرے شخص سے اپنے قدیم خاندانی سود کا مطالبہ کرتا اور یہی جھگڑا پھیل کر خون کا سمندر بن جاتا، ایک آدمی دوسرے آدمی کو قتل کردیتا، اس سے نسلاً بعد نسلٍ قتل وانتقام کے سلسلے جاری ہوجاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دونوں اسبابِ فساد کو باطل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! آج میں جاہلیت کے تمام قواعد ورسوم کو اپنے قدموں سے پامال کرتا ہوں، میں جاہلیت کے قتل وغارت گری کے جھگڑے کو ملیامیٹ کرتا ہوں اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی مقتول

ربیعہ بن حارث کے خون سے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا، دست بردار ہوتا ہوں، زمانۂ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے خود اپنے خاندانی سود عباس بن عبدالمطلب کے سود سے دست بردار ہوتا ہوں۔“

اہل عرب کے نزاع اور اسباب کا دفعیہ ہو چکا، تو اس میں بین الاقوامی تفریق کی طرف توجہ فرمائی، جو صدیوں کے بعد عرب وعجم، یا گورے اور کالے کے نام سے پیدا ہونے والی تھی، ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تم سب کا خدا بھی ایک ہی ہے اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے، لہٰذا کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر، کسی کالے کو گورے پر کوئی پیدائشی برتری اور فضیلت نہیں ہوگی، ہاں! افضل وہ ہے جو پرہیزگار ہو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان ایک کنبہ اور خاندان کے مانند ہیں۔“

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحادِ اسلام کی اساس کی طرف رہ نمائی فرمائی اور ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! میں تم میں دو چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا، تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے، وہ چیز ہے اللہ کی کتاب۔“

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحادِ امت کے عملی پروگرام کی طرف رہ نمائی فرمائی اور یوں گویا ہوئے:

”اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ میرے بعد کوئی نئی امت ہے، پس تم سب اللہ کی عبادت کرنا، نماز پنج گانہ کی پابندی کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوش دلی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا، اللہ کے گھر کا حج کرنا اور اللہ کی جنت میں جگہ حاصل کرنا۔“

آخر میں فرمایا: ”وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْن۔“

ترجمہ: ایک دن اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے میرے متعلق گواہی طلب کریں گے، تم اس وقت کیا جواب دو گے؟

اس پر مجمع عام سے پرجوش صدائیں بلند ہوئیں:

”اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ، وَاَدَّیْتَ، وَنَصَحْتَ“ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سب احکام پہنچا دیئے، آپ نے فرضِ رسالت ادا کر دیا، آپ نے کھرے کھوٹے کو الگ کر دیا۔

اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھی، ایک دفعہ آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور دوسری دفعہ مجمع کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے جاتے تھے ”اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ۔“ اے اللہ! خلق خدا کی گواہی سن لے، اے اللہ! خلق خدا کا اعتراف سن لے، اے اللہ گواہ ہو جا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

”جو لوگ حاضر ہیں، وہ ان لوگوں تک جو یہاں موجود نہیں ہیں، میری ہدایات پہنچاتے چلے جائیں؛ ممکن ہے کہ آج کے بعض سامعین سے زیادہ پیام تبلیغ کے سننے والے اس کلام کی محافظت کریں۔“

تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت:

خطبۂ حج سے فارغ ہوئے، تو جبرئیل امین وہیں تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کا تاجِ شہنشاہی لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی: ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔“ یعنی: ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور دین اسلام پر اپنی رضامندی کی مہر لگا دی۔“

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لاکھوں کے اجتماع میں اتمامِ نعمت اور تکمیلِ دین کا یہ آخری اعلان فرمایا، اختتام خطبہ کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھائی، پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف پر تشریف لائے اور دیر تک دربارِ الٰہی میں کھڑے دعائیں کرتے رہے، غروبِ آفتاب کے قریب جب ناقۂ نبوی ہجومِ خلائق میں سے گذری اور کثرتِ ہجوم کے باعث لوگوں میں اضطراب سا پیدا ہونے لگا، تو آپ ارشاد فرماتے جاتے تھے: ”اَلسَّکِیْنَۃَ اَیُّھَا النَّاسُ، اَلسَّکِیْنَۃَ اَیُّھَا النَّاس“ یعنی: لوگو! سکون کے ساتھ، مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء ادا کی، پھر نماز عشاء کے بعد لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرماتے رہے، محدثین لکھتے ہیں کہ عمر بھر میں یہی ایک رات تھی جس کے اندر آپ نے نماز تہجد ادا نہیں فرمائی، ۱۰/ ذوالحجہ کو جمرہ کی طرف روانہ ہوئے، چاروں طرف لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا، لوگ مسائل پوچھتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے، جمرہ کے پاس ابن

عباسؓ نے کنکریاں چن کردیں، تو آپ نے انہیں پھینکا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! مذہب میں غلو کرنے سے بچنا، تم سے پہلی امتیں اسی سے برباد ہوئی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فراقِ امت کے جذبات تازہ ہوجاتے، تو آپ ارشاد فرماتے کہ ”اس وقت حج کے مسائل سیکھ لو! میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے۔“

یہاں سے منیٰ کے میدان میں تشریف لائے، آگے، پیچھے اور دائیں بائیں، مہاجرین، انصار، قریش اور دوسرے قبائل کی صفیں دریا کی طرح رواں تھیں اور ان میں ناقہ نبوی کشتی نوح کی طرح، سفینۂ نجات بنا ہوا تھا۔

پھر ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے، مجمع کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ”مسلمانو! تمہارا مال، تمہارا خون، تمہاری آبرو، اسی طرح محترم ہیں جس طرح یہ دن (یوم قربانی) جس طرح یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور جس طرح یہ محترم شہر (بلدۃ الحرام) ہیں۔ تم میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، اے لوگو! توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج یہی جنت میں داخلے کے ذرائع ہیں، میں نے تمہیں حق کا پیغام پہنچا دیا ہے، اب موجود لوگ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچاتے رہیں، جو بعد میں آئیں گے۔“

یہاں سے قربان گاہ کی طرف تشریف لائے اور ۶۳ اونٹ خود ذبح فرمائے اور ۳۷ کو حضرت علیؓ سے ذبح کرایا اور ان کا گوشت اور پوست سب خیرات کردیا، پھر عبد بن معمرؓ کو طلب کر کے سر کے بال اتروائے اور یہ موئے مبارک تبرکاً تقسیم ہوگئے، یہاں سے اٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور زمزم کا پانی نوش فرما کر منیٰ کی طرف واپس تشریف لے گئے اور ۱۲/ ذوالحجہ تک وہیں مقیم رہے، ۱۳/ کو خانہ کعبہ کا آخری طواف کیا اور انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

جب غدیر خم پر پہنچے تو صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! میں بھی بشر ہوں، ممکن ہے اللہ کا بلاوا جلد آجائے اور میں اسے قبول کرلوں، میں تمہارے لئے دو مرکز ثقل قائم کرچکا ہوں، ایک کتاب اللہ، جس میں ہدایت اور روشنی جمع ہیں، اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں“ گویا یہ اجتماع امت کے لئے اہل وعیال کے حقوق واحترام کی وصیت تھی، مدینہ کے قریب پہنچ کر رات ذوالحلیفہ میں ٹھہرے اور دوسرے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے، حمد کرتے ہوئے اور شکریہ بجالاتے ہوئے۔☆☆☆

مولانا رشید احمد نور پوریؒ

مولانا رشید احمد نور پوریؒ نور پور نورنگا بہاولپور کے رہنے والے تھے اور ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جو خواجگان کہلاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی اور جامعہ عباسیہ جو آج کل اسلامیہ یونیورسٹی میں تبدیل ہوچکا ہے۔ یہاں بڑے بڑے علماء کرام علوم ومعارف کے دریا بہاتے رہے۔ علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد فاروق انصاری، مولانا محمد صادقؒ، مولانا محمد علیؒ علوم معارف کے دریا بہاتے رہے۔ جامعہ کی آخری ڈگری ”علامہ“ کی تھی۔ مولانا رشید احمد نور پوریؒ نے جامعہ عباسیہ سے علامہ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ علامہ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مختلف مقامات پر تدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ لکھنے پڑھنے کا ذوق قدرت نے ودیعت کیا تھا۔ اسے جلا بخشی بہاولپور کے ماہنامہ ”شمع ہدایت“ لودھراں کے روزنامہ ”کارنامہ“ سے بھی منسلک رہے۔ جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے دفتر سے بھی منسلک رہے۔ ان دنوں جمعیت اور مجلس کا دفتر مشترکہ تھا، گویا جمعیت اور مجلس دونوں سے منسلک رہے۔ فقیر منش انسان تھے، نور پور نورنگا روڈ پر ہائی اسکول سے متصل کتابوں اور اسٹیشنری کی دکان بھی بنائے رکھی اور نور پور ٹیل مدرسہ عزیزیہ سراجیہ کے نام سے تعلیم القرآن کا مدرسہ قائم کیا۔ جہاں صرف حفظ وناظرہ کی تعلیم ہوتی ہے، پچاس سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ کو انتقال فرمایا، اگلے روز آٹھ بجے صبح ان کے بھائی مولانا عبدالحمید کی اقتدا میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور بیٹی وارث چھوڑے، اللہ پاک ان کے قائم کئے ہوئے ادارہ، مسجد اور پسماندگان کو صدقہ جاریہ فرمائیں اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

امام مہدیؓ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام

بیان:......حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

میرے بھائیو اور دوستو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کے بعد فتنوں کا دور شروع ہوگیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: ”میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو اس طرح نازل ہوتے دیکھتا ہوں کہ جیسے بارش برستی ہے۔“ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، پندرھویں صدی شروع ہوچکی ہے، اب تو یہ عالم ہے کہ ایک فتنہ نہیں بلکہ ایک فتنہ سے کئی فتنے پیدا ہورہے ہیں، نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے، آیئے ہم دعا کریں کہ حق تعالیٰ شانہ ان تمام فتنوں سے حفاظت فرماکر ہمیں ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت فرمائے۔ آمین!

حضرت مہدی علیہ الرضوان، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تشریف آوری کی خبر دی تھی، ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔“ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اور حق تعالیٰ شانہ ان کی نسل سے ایک آدمی کو کھڑا کرے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح سے وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی۔“ یہ حضرت مہدی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوگئیں:

ایک یہ کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اس وقت کے حاکم بن کر آئیں گے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے، میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے زمانہ میں کوئی ایسا آدمی سنا ہے جو کسی خطہ کا حاکم ہوا ہو اور اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہو؟ معلوم ہوا کہ جو حاکم ہونے کے بغیر مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔

۲:...یہ کہ حضرت مہدیؓ، حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ باپ کی جانب سے حسنی ہوں گے اور ماں کی جانب سے حسینی، وہ حسنی اور حسینی نجیب الطرفین ہوں گے۔ آج تک کوئی آدمی تم نے دیکھا کہ جو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہو اور حکمران ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ کہے کہ میں حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں؟

۳:...ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مہدی میری عترت میں سے ہوگا اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔ میرے باپ کے مشابہ اس کے باپ کا نام ہوگا اور میرے مشابہ اس کا نام ہوگا۔ یعنی میرے نام پر اس کا نام ہوگا اور میرے باپ کے نام پر اس کا نام ہوگا۔“ یعنی محمد بن عبداللہ ہوگا۔

مہدی کا نام محمد ہوگا، اور ان کو کہیں گے رضی اللہ عنہ، ان کے والد ماجد کا نام ہوگا عبداللہ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا۔

اس کے بعد ایک بات اور ارشاد فرمائی، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ: ”ایک خلیفہ کا انتقال ہوجائے گا تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ لوگوں سے روپوش ہونے کے لئے مدینہ طیبہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں آجائیں گے، کیونکہ مکہ مکرمہ حرم ہے، اور یہاں کوئی کسی پر دباؤ نہیں ڈال سکتا، مگر جیسے ہی وہ مکہ مکرمہ پہنچیں گے تو طواف کے دوران لوگ انہیں پہچان لیں گے اور زبردستی ان کو پکڑ کر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں گے، جب لوگوں کو اس کی اطلاع ملے گی تو شام سے ایک جماعت ان کے مقابلہ کے لئے بھیجی جائے گی اور مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ”بیضاء“ پر اس جماعت کو غرق کردیا جائے گا، جب ان کے غرق ہونے کا چرچا ہوگا تو شام کے ابدال اور عراق کی جماعتیں آکر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور بنوکلب کے لوگ حضرت مہدیؓ کا مقابلہ کرنے کے لئے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو شکست سے دوچار کریں گے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو بنوکلب کے غنیم میں شریک ہوں۔“ پورا عرب حضرت مہدیؓ کے زیرنگیں ہوجائے گا، اس کے بعد حضرت مہدیؓ عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے ملک شام چلے جائیں گے اوران سے جنگ کرتے کرتے قسطنطنیہ پہنچ جائیں گے، وہاں پر جہاد جاری ہوگا کہ اتنے میں اطلاع ملے گی کہ دجال کا ظہور ہوگیا، حضرت مہدیؓ چندآدمیوں کو اس کی تحقیق کے لئے روانہ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں ان کو جانتا ہوں، ان کے نانا دادا کو جانتا ہوں اور ان کی سواریوں کے رنگوں کو بھی جانتا ہوں۔“ جب یہ وہاں پہنچیں گے تو معلوم ہوگا کہ دجال کے نکلنے کی خبر صحیح نہیں تھی۔ اتنے میں دوسری خبر آئے گی کہ دجال نکل آیا اور یہ خبر سچی ہوگی۔ حضرت مہدیؓ بمع اپنے لشکر کے قسطنطنیہ سے واپس آکر دمشق میں ٹھہریں گے، دجال کی فوج حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فوج کا محاصرہ کرے گی۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: ”مسلمانوں کے لئے وہ اتنا مشکل وقت ہوگا کہ اس سے پہلے مسلمانوں پر اتنا مشکل وقت نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائے۔ عین اس وقت جبکہ فجر کی اقامت ہوچکی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منارہ شرقی پر آسمانوں سے نزول ہوگا اور وہ آواز دے کر کہیں گے کہ سیڑھی لاؤ، آسمان سے منارہ تک نیچے فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بغیر کسی سیڑھی کے پہنچے اور جب زمین پر قدم رکھا تو قرآن کے احکام جاری ہوگئے، فرمائیں گے کہ سیڑھی لاؤ، چنانچہ سیڑھی لائی جائے گی، اس سے قبل ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوں گے کہ لوگ پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوں گے کہ اے اللہ! مدد بھیج، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو آواز آئے گی: ”تمہاری فریاد پر پہنچنے والا تم تک پہنچ گیا۔“ لوگ کہیں گے کہ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز معلوم ہوتی ہے۔

> **حضرت مہدیؓ، حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے، باپ کی جانب سے حسنی ہوں گے اور ماں کی جانب سے حسینی، وہ حسنی اور حسینی نجیب الطرفین ہوں گے۔ آج تک کوئی آدمی تم نے دیکھا کہ جو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہو اور حکمران ہونے کا دعویٰ کرے**

بہرکیف حضرت مہدی اقامت کے بعد مصلّی پر جاچکے ہوں گے اور قریب ہوگا کہ اللہ اکبر کہہ کر، تکبیر تحریمہ شروع کرکے نماز کا آغاز کریں کہ اتنے میں حضرت روح اللہ علیہ السلام زمین پر پہنچ جائیں گے، پیچھے سے لوگ کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے، حضرت مہدیؓ اپنے مصلّی کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے اور کہیں گے: ”روح اللہ! آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے: ”یہ نماز تم ہی پڑھاؤ کیونکہ اقامت تمہاری امامت کے لئے ہوئی ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس اُمت کے لئے ایک اعزاز ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر اور روح اللہ اتر کر ایک اُمتی کی اِقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ سبحان اللہ! جب رکوع سے اٹھیں گے تو جس طرح دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اسی طرح حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کہیں گے: ”اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کردے۔“ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ”راستہ کھول دو۔“ لوگ جب جگہ چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے راستہ بنائیں گے تو دجال کو پتہ چل جائے گا کہ مجھے کیفر کردار تک پہنچانے والے آگئے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنا شروع ہوجائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے اور بھاگ نکلے گا اور ”باب لد“ جہاں آج کل اسرائیل کا ایئرپورٹ ہے، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”باب لد سے پانچ گز کے فاصلے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو جالیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں نیزہ ہوگا اس نیزہ سے دجال کو قتل کریں گے اور لوگوں کو دجال کا خون اپنے نیزہ پر لگا ہوا دکھائیں گے۔“

یہ میں نے بہت مختصر امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا واقعہ ذکر کیا ہے جو ہمارے عقیدہ کے مطابق پیش آنے والا ہے۔ اب لوگوں نے یہ سمجھ

لیا ہے کہ یہ تو بہت سستی کھیر ہے۔

ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مہدی کا تذکرہ کر رہے تھے اور زاروقطار رو رہے تھے، فرمارہے تھے کہ اگر ہمارے زمانہ میں تشریف لائے تو پتہ نہیں ہمیں اپنی فوج میں قبول کریں گے یا نہیں؟

دجال کون ہوگا؟ وہ کیا کارنامے انجام دے گا؟ اس سے پہلے کیا حالات پیش آئیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ فرمایا تو اس کی روشنی کا رنگ سبز ذکر کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ فرمایا کہ ہم دروازے کی طرف دیکھنے لگے کہ کہیں دجال تو نہیں آگیا؟ دجال سے پہلے تین سال ہوں گے، پہلے سال تو دوتہائی بارش ہوگی ایک تہائی رک جائے گی، دو تہائی غلہ پیدا ہوگا اور ایک تہائی غلہ رک جائے گا۔ دوسرے سال دوتہائی بارش نہیں ہوگی ایک تہائی بارش ہوگی اور دوتہائی غلہ پیدا نہیں ہوگا صرف ایک تہائی غلہ پیدا ہوگا۔ اور تیسرے سال نہ ایک قطرہ آسمان سے بارش کا برسے گا اور نہ ایک دانہ غلہ زمین سے اگے گا، یہ ارشاد فرماکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کے لئے گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر بعد تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام کے تمام مسجد میں بیٹھے رو رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”پریشان ہونے کی زیادہ ضرورت نہیں، اگر میری زندگی میں آگیا تو میں خود نمٹ لوں گا، تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر میرے بعد آیا تو ہر مسلمان اپنی ذات کا ذمہ دار ہے اور میں سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

فرمایا:...”چالیس دن دجال زمین پر رہے گا، پہلا دن ایک سال کا، دوسرا دن ایک ماہ کا، تیسرا دن ایک ہفتہ کا اور باقی تمام دن (سینتیس دن) تمہارے دنوں جیسے ہوں گے۔“ ان تمام دنوں میں وہ زمین کے چپے چپے پر پھر جائے گا۔ سوائے تین شہروں کے ایک مکہ مکرمہ، دوسرا مدینہ طیبہ، تیسرا بیت المقدس۔ ارشاد فرمایا کہ:”مکہ اور مدینہ کے ہر گلی کوچے پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے اور اس کو روک رہے ہوں گے، اور وہ احد پہاڑ کے پیچھے اپنا ڈیرہ لگائے گا۔“ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے، وہ زلزلے اتنے شدید ہوں گے کہ لوگوں کا اطمینان ختم ہوجائے گا اور کچے اور کمزور ایمان کے لوگ مدینہ منورہ سے نکل کر دجال کے ساتھ ہوجائیں گے۔

اب میں دو چار باتیں عرض کرکے اپنی بات ختم کرتا ہوں، دسویں صدی میں جونپوری کا انتقال ہوا، اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا، جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ تو مہدی ہیں، عیسیٰ کب آئیں گے؟ تو اس نے کہا کہ عیسیٰ پیچھے آئیں گے۔ کتاب ہدیہ مہدویہ ہمارے دفتر میں موجود ہے، اس کتاب کے لکھنے پر مؤلف ہدیہ مہدویہ کے پیروکار کو قتل کیا گیا۔ یہ مہدی آج سے نہیں نکلنے شروع ہوئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بعد مہدویوں کا زور شروع ہوگیا تھا۔ یہ مہدی ہے، وہ مہدی ہے، سب کھوٹے سکے تھے۔ اور ایک ہمارے زمانہ میں ہوا غلام احمد قادیانی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! نعوذباللہ! کبھی عیسیٰ، کبھی موسیٰ بنا ہے، کبھی کچھ بنا ہے، کبھی کچھ بنا اور حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ روٹی کمانے اور کھانے کا ایک ڈھنگ ہے، میں نے پہلے بھی کہا تھا آپ کو یاد ہوگا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا طاہر کو (جو غلام احمد کا پوتا ہے) اپنے جھوٹے ہونے کا پکا یقین ہے، لیکن وہ لقمہ حرام جو منہ میں لگا ہوا ہے وہ نہیں اترتا، ورنہ یہ توبہ کرلیتا اور میں آج بھی اس کو کہتا ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اندھیرے میں نہیں ہیں، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایک بات بتادی ہے، ایک ایک نقطہ واضح کرکے بتادیا ہے اس لئے ہمیں تو کانے دجال کی ابھی فکر پڑی ہوئی ہے، وہ بھی آنے والا ہے، تم تو بھول جاؤ گے، تیرا دادا بھی کانا دجال تھا۔

آج کے زمانہ میں ایک اور فتنہ کھڑا ہوا گوہر شاہی کا، اللہ تعالیٰ کی شان ہے! گوہر شاہی کا عقیدہ کیا ہے؟ اگر تفصیل سے بیان کروں تو وقت نہیں، ایک بات بتادیتا ہوں، وہ کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں، بس مجھ کو مان لو چاہے سکھ رہو، یہودی رہو، کچھ رہو مگر مجھے مان لو۔ معلوم ہوتا ہے کہ صرف روٹی کا چکر ہے، کہتا ہے کہ چاند پر میری تصویر نظر آتی ہے، حالانکہ کسی حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ چاند پر تصویر نظر آئے گی۔ اس کا نام ہے ریاض احمد گوہر شاہی اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام ہوگا محمد بن عبداللہ۔ اور یہ جو نویں صدی میں محمد جونپوری ہوا، اس کو لوگوں نے اس لئے جھوٹا قرار دیا کہ بقول ان کے اس کا سلسلہ نسب حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مہدی حسنی ہوں گے۔

☆☆..........☆☆

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں، آپ کی تشریف آوری پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت ورسالت کا دروازہ بند کردیا گیا، جیسا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

”ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔“

(ترمذی،ص:۵۱،ج:۲،مسند احمد،ص:۲۶۷،ج:۳)

ترجمہ:”رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں، اس پر ایک دو نہیں، سو سے زائد آیات، دو سو سے زائد احادیث، ائمہ، مجتہدین، مفسرین اور محققین امت کی بے شمار تصریحات دلالت کرتی ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں سے ہے اور جو ضروریات دین کا منکر ہو، وہ کافر ومرتد ہے، لہٰذا جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرے گا وہ بھی باجماع امت کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہے۔

بہرحال انکارِ ختم نبوت کا فتنہ، بدترین فتنہ ہے، اس فتنہ کی ابتدا اور شروعات اگرچہ آقائے دوعالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں ہوگئی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا اور خیرالقرون کا دور تھا، اس وقت آفتاب نبوت کی ضو فشانیاں عروج پر تھیں، لہٰذا نورِ نبوت کے چاندنے میں ناممکن تھا کہ دین وایمان کا کوئی چور یا ڈاکو، کسی کی متاع ایمان پر ہاتھ صاف کرتا، یا امت کسی ایسے فتنہ کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کرتی یا کسی فتنہ پرداز کے ناپاک وجود کو برداشت کرتی، اس لئے عاشقانِ رسول نے اسود عنسی کو اس کے اپنے قلعہ میں اور مسیلمہ کذاب کو عین میدان جنگ میں انجام تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی زمین کو ان بدقماشوں سے پاک کردیا۔

الغرض ان فتنہ پروروں کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایات، حضرات صحابہ کرامؓ اور خصوصاً خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیر مبہم و دوٹوک پالیسی اور طرز عمل کا یہ خوشگوار نتیجہ نکلا کہ بعد کی امت نے ایسے کسی باغی، موذی اور منکر ختم نبوت کو کبھی برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ ادھر کسی نے دعویٰ نبوت کیا، ادھر اس کو انجام تک پہنچا دیا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ امت کبھی کسی ایسے بدباطن کے اضلال واغوا کا شکار نہیں ہوئی، لیکن جیسے جیسے امت زمانہ نبوت سے دور ہوتی گئی، اور زمانہ نبوت سے اس کا فاصلہ بڑھتا گیا، ویسے ویسے تاریکی بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ بدیہی حقائق بھی نظری ہونے شروع ہوگئے اور فتنہ پرداز و اغوا کار اپنی اپنی کمین گاہوں سے نکل کر سیدھے سادے مسلمانوں کی راہ مارنے لگے۔

اس تناظر میں اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ملعون کا فتنہ اگرچہ اپنی جگہ خطرناک تھا، لیکن چونکہ وہ زمانہ نبوت اور خیرالقرون میں تھا اور اس وقت امام الانبیاء اور سید الاولین و الآخرین بنفس نفیس موجود و حیات تھے، بلکہ آفتاب نبوت نصف النہار پر تھا، جس کی روشنی چاردانگ عالم کو منور کررہی تھی، حق غالب اور باطل مغلوب تھا، اسلامی اقدار کا بول بالا تھا، وحی نازل ہورہی تھی، اسلام کی شوکت وسطوت کا غلغلہ تھا، قرآن وسنت اور دین وشریعت نافذ تھے، اس کے ساتھ ساتھ جاں نثارانِ نبوت موجود تھے، قرآن کریم کے براہ راست مخاطب، صحبت نبوی کے جام لنڈھانے والے، نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرنے والے اور صادق وامین کی جلوہ آرائیوں کے عینی گواہ موجود تھے، اس لئے ناممکن تھا کہ کسی فتنہ پرور کا فتنہ

یا جادوگر کا جادو چل جاتا۔

اس کے برعکس اب جبکہ مسلمان زمانہ نبوت سے ساڑھے چودہ سو سال کا طویل فاصلہ طے کرکے بہت دور جاچکے اور وہ آفتاب نبوت کی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے محروم ہوچکے، حق و باطل اور غلط و صحیح ملتبس ہوچکے، اغراض و مفادات کا تسلط اور دین پر دنیا کا غلبہ ہوچکا، ایسے میں اگر کوئی بدبخت اس قسم کے دجل وتلبیس کا اظہار واعلان کرے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی قیامت سے کم نہیں ہوگا اور اس کا مقابلہ یا اس کا توڑ بھی کچھ آسان نہ ہوگا، اس پر مستزاد یہ کہ جب اس فتنہ پرداز کو استعمار کی چھتری، عالمی طاقتوں اور اسلام دشمنوں کی مکمل حمایت وسرپرستی حاصل ہو، تو اس کا تعاقب جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔

الغرض یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے دعویٰ نبوت کا تسلسل ہے، مگر بوجوہ مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ اپنے اسلاف و پیش رووں کے فتنہ سے زیادہ خطرناک، نقصان دہ اور ضرر رساں ہے، اس لئے کہ وہ فتنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی حیات میں برپا ہوئے تھے اور اللہ کا نبی ورسول اور صحابہ کرامؓ ان کی سرکوبی کے لئے موجود تھے، اور یہ طے شدہ امر ہے کہ اللہ کا ایک نبی، پوری انسانیت پر اور ایک صحابیؓ غیر صحابی پوری امت پر بھاری ہوتا ہے۔

بایں ہمہ آفرین ہے ان اکابر علمائے امت کو، جنہوں نے باوجود ضعف، کمزوری اور نہتے پن کے ملعون قادیان اور اس کے سرپرست استعمار، ملت کفر اور عالمی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ صرف اس فتنہ پرداز کو للکارا بلکہ پورے ایک سو سال تک ماریں کھا کھا کر اس کے فتنہ کو ننگا کیا، اپنی جوانیاں، صحت، سکون، راحت، آرام، جان، مال، آل اولاد، عزت، آبرو قربان کرکے اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرکے امت کے دین و ایمان کو بچانے کا بے مثال اور لازوال کارنامہ انجام دیا۔

کیا کوئی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ انگریز کے خودکاشتہ پودا کی مخالفت کرکے انگریزی انتقام کو دعوت دینا اور انگریزی مظالم کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا کس قدر خطرناک تھا؟

بلاشبہ ان فرزانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس وقت للکارا جب انگریزی اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا اور اس کی رعونت کے سامنے دم مارنا اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔

ہاں، ہاں! ان فرزانوں نے مسلمانوں کے دین وایمان کو بچانے کی اس وقت صدا لگائی جب متحدہ ہندوستان میں عیسائیت کا تسلط تھا، جب مرزا غلام احمد قادیانی عیسائی کے اقتدار کا سپوٹر تھا، جب ملعونِ قادیان انگریزی اقتدار کو ظل اللہ فی الارض کہتا تھا، جب وہ ملکہ وکٹوریہ کو رحمتِ الٰہی کا نام دیتا تھا، جب وہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو بغاوت کا نام دیتا تھا، جب وہ اپنی وفاداریوں کے صلے سمیٹ اور اپنی وفاداریوں کے ڈھول پیٹ رہا تھا، اور عین اس وقت جب وہ انگریز کی گود میں بیٹھ کر مسلمانوں کے دین وایمان اور ملک وملت پر حملے کر رہا تھا، محافظان دین وشریعت اور پاسبانِ ناموس رسالت نے اس کے مرکز قادیان ضلع گورداسپور میں تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسبانی کے عنوان پر کانفرنس کرکے مرزائے قادیان کے محل میں زلزلہ برپا کردیا، آج اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ نفرت پائی جاتی ہے یا ان کو گالی کا درجہ حاصل ہے، تو یہ انہی عاشقان رسالت کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔☆☆

۷؍ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے حوالہ سے بیس مقامات پر اجلاس

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا اجلاس رابطہ کمیٹی کے سینئر رکن مولانا حافظ محمد اشرف گجر کی صدارت میں دارالعلوم عثمانیہ رسول پارک اچھرہ لاہور میں ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، حافظ نصیر احمد احرار، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار، حافظ امیر حمزہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں ۷؍ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے حوالہ سے بیس مقامات پر ختم نبوت اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اسی طرح شیخوپورہ، ننکانہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نارووال، منڈی بہاء الدین، گجرات، سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد، حافظ آباد، قصور، اوکاڑہ، ساہیوال سمیت مختلف شہروں کے مبلغین اور عہدیداران کا ایک اہم اجلاس مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں کانفرنس کی تیاری کے حوالہ سے مشاورت کی۔ علماء کرام نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ہزاروں کی تعداد میں قادیانی مسلمان ہوچکے ہیں۔ قادیانیت دم توڑ رہی ہے آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ فلاں علاقے میں اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بدنصیبوں کو دیکھو کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مرزا قادیانی لعین کی غلامی میں چلے گئے۔ مجلس کے مبلغین پوری ذمہ داری کے ساتھ عدم تشدد پالیسی پر عمل پیرا ہوکر منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۲۰

حافظ محمود راجا، سجاول

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضحاکؓ بن قیس کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا وہ اس مال میں سے بہترین اونٹ چھانٹ کر لائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کا عمدہ مال لے آئے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت آپ جہاد میں تشریف لے جانے کا ارادہ فرمارہے ہیں، اس لئے ایسے اونٹ لایا جس پر سواری ہوسکے اور سامان لادا جاسکے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو واپس کرکے آؤ اور معمولی مال لے کر آؤ۔ (مجمع الفوائد)

حالانکہ جہاد کی ضرورت بھی ظاہر ہے اور اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسی ترغیبات ارشاد فرمائی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام اثاثہ لے آئے، حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کے سامان کا آدھا حصہ پیش کردیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے لشکر کے تیسرے حصے کا سامان مہیا کردیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ایک مرتبہ عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس چار ہزار ہیں دو ہزار گھر کے اخراجات کے واسطے رکھتا ہوں، دو ہزار اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں اور ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے رات بھر مزدوری کرکے دو صاع (سات سیر) کھجوریں مزدوری میں کمائی ہیں، آدھی گھر کے خرچ کے واسطہ چھوڑ دیں آدھی حاضر ہیں۔ (درمنثور)

حضرت ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کا حکم فرماتے، ہم میں سے بعض کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو وہ صرف اس کے لئے بازار جاتا، مزدوری کرتا اور مزدوری میں مُد (ڈیڑھ پاؤ) کھجور کماتا اور صدقہ کردیتا۔ (بخاری)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص حرام طریقہ سے مال کمائے اور پھر اس کو صدقہ کرے، اس کے لئے اس میں کوئی اجر نہیں ہے، اور اس کا وبال اس پر ہے۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ سخت دھوپ تھی دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو وہ بھی اپنے گھر سے تشریف لائے، اور حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ اس وقت کیسے آنا ہوا، انہوں نے فرمایا کہ بھوک کی شدت نے مجبور کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اسی بے چینی نے مجھے بھی مجبور کیا، دونوں حضرات اسی حال میں تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے تشریف لائے اور ان سے دریافت کیا کہ تم اس وقت کیسے آئے، انہوں نے عرض کیا کہ حضور بھوک کی شدت نے مجبور کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی مجبوری سے میں بھی یہاں آیا ہوں، یہ تینوں حضرات اٹھ کر حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، وہ خود تو نہیں تھے، ان کی اہلیہ نے بہت خوشی کا اظہار کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ابوایوب کہاں ہیں؟ بیوی نے عرض کیا کہ حضور ابھی آتے ہیں، اتنے میں ابوایوب بھی آگئے اور جلدی سے کھجور کا ایک خوشہ توڑ لائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا خوشہ کیوں توڑ لیا، اس میں سے پکی پکی کیوں نہ چھانٹ لیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس خیال سے توڑ لیا کہ پکی اور آدھ پکی اور خشک وتر ہر قسم کی سامنے ہوجائیں، جس کی جس کو رغبت ہو، ان حضرات نے ہر قسم کی کھجوریں اس خوشہ سے نوش فرمائیں، اتنی دیر میں حضرت ابوایوبؓ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کرکے جلدی سے ایک حصہ آگ پر بھونا، کچھ ہانڈی میں پکایا اور ان حضرات کے سامنے لاکر رکھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سا گوشت ایک روٹی میں لپیٹ کر ابوایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو دے آؤ، اس نے بھی کئی دن سے ایسی کوئی چیز نہیں کھائی، وہ جلدی سے دے آئے، ان حضرات نے گوشت، روٹی کھائی، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں کھائیں) گوشت اور روٹی اور کچی کھجوریں اور پکی کھجوریں، یہ فرماتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ارشاد

فرمایا کہ یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال ہوگا، صحابہ کرامؓ کو یہ سن کر بڑا شاق ہوا (کہ ایسی سخت بھوک کی حالت میں یہ چیزیں بھی بازپرس کے قابل ہیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہیں اور اس کی تلافی یہ ہے کہ جب شروع کرو تو بسم اللہ کے ساتھ شروع کرو اور جب ختم کرو تو یہ دعا پڑھو: "الحمدللہ الذی ھو اشبعنا و اروانا وانعم علینا و افضل "تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں کہ اس نے ہم کو (محض اپنے فضل سے) پیٹ بھر کر عطا کیا، اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا کیا۔ (درمنثور)

حضرت مسعودؓ بن عمرو کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ نماز پڑھنے کے لئے لایا گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا ترکہ چھوڑا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دو تین اشرفیاں چھوڑی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو تین داغ ہیں جہنم کے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کے مولیٰ عبداللہ بن قاسم سے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ یہ مال کے بڑھانے کی نیت سے سوال کرتا تھا۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، لوگوں سے مستغنی رہو، اور سوال جتنا بھی کم ہو اتنا ہی اچھا ہے، حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو دیکھا کہ مغرب کے بعد سوال کر رہا ہے، حضرت عمرؓ نے کسی سے فرمایا کہ اس کو کھانا کھلا دو، انہوں نے فوراً تعمیل کی، اور کھانا کھلا دیا، حضرت عمرؓ نے پھر اسی سائل کی آواز سنی تو ان صاحب سے پوچھا کہ تم سے اس کو کھانا کھلانے کو کہا تھا، انہوں نے عرض کیا کہ میں نے تو کھلا دیا، حضرت عمرؓ نے اس سائل کی طرف دیکھا تو اس کی بغل میں ایک جھولی پڑی ہوئی تھی، جس میں بہت سے روٹیاں تھیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے، یعنی فقیر نہیں، بلکہ تجارت کے لئے سوال کرتا ہے، اس کے بعد اس کی جھولی چھین کر صدقہ کے اونٹوں کے سامنے الٹ دی اور اس کے دُرہ مار کر کہا کہ پھر ایسا نہ کرنا، امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ اگر سوال حرام نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ نہ تو اس کو مارتے نہ اس کی روٹیاں چھین کر اونٹوں کو دیتے۔ (فضائل صدقات)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا وہ جب اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا کہ یہ مال تو صدقہ میں ملا ہے اور یہ مجھے لوگوں نے ہدیہ میں دیا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ بعض لوگوں کو صدقہ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے، وہ آ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے، اپنے باوا کے گھر یا اپنی ماں کے گھر بیٹھ کر دیکھتے کہ ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ (مشکوٰۃ)

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کی سفارش کرے اور اس سفارش کی وجہ سے اس کو ہدیہ میں کوئی چیز ملے اور وہ اس کو قبول کرلے تو وہ سود کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ حنین کی لڑائی میں ایک صاحب کا انتقال ہو گیا، جب جنازہ تیار ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھانے کی درخواست کی گئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ تم ہی اس کی نماز پڑھ لو (صحابہ کرامؓ کے رنج کی وجہ سے) چہرے اتر گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے خیانت کر رکھی ہے، حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں سے یہود کے موتیوں میں سے کچھ چھوٹے چھوٹے موتی (جن کو پوتھی کہتے ہیں) ملے جو کہ دو درہم (یعنی تقریباً سات آنے) کے بھی نہ ہوں گے۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عبدالسلام نے فرمایا کہ تم ایسی جگہ کے رہنے والے ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے، پس اگر تمہارا کسی شخص کے ذمہ کوئی حق ہو پھر وہ تمہارے یہاں بھس کی گٹھڑی یا گھاس کی گٹھڑی ڈال دے تو اس کو مت لینا، وہ سود ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس قوم میں سود کا رواج ہوگا، ان پر قحط مسلط ہوگا اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ مرعوب اور خوف زدہ ہوں گے، متعدد احادیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے کو، رشوت دینے والے کو اور اس شخص کو جو رشوت کے معاملے میں درمیانی واسطہ بنے لعنت فرمائی ہے۔ (ترغیب)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے پر اور رشوت دینے والے پر لعنت کی ہے، ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (فضائل صدقات)

حضرت سعدؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے اس بات کی دعا کردیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ مجھے مستجاب الدعوات (جو دعا کرے، وہ قبول ہو جائے) بنا دے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی روزی کو پاکیزہ بنالو (اور مشتبہ مال نہ کھاؤ) مستجاب الدعوات بن جاؤ گے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ آدمی ایک حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے جس سے اس کی چالیس دن کی عبادت نامقبول بن جاتی ہے اور جس کی پرورش حرام مال سے ہوتی ہو جہنم اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد متعدد احادیث میں آیا ہے کہ روزی کو دور نہ سمجھو کوئی آدمی اس وقت تک مر ہی نہیں سکتا، جب تک کہ اس کے مقدر میں جو روزی لکھ دی گئی ہے وہ اس کو نہ مل جائے، لہٰذا روزی کے حاصل کرنے میں بہتر طریقہ اختیار کرو، حلال روزی کماؤ، حرام کو چھوڑ دو۔ (فضائل صدقات حصہ دوم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا؟ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ قیامت کے دن اپنے مولا سے یوں کہے گا: یااللہ! تو نے مجھ پر ظلم سے تو امان دے رکھی ہے، ارشاد ہوگا کہ بالکل، تو بندہ کہے گا کہ میں اپنے خلاف کسی بھی دوسرے کی گواہی معتبر نہیں مانتا، ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم تجھی کو تیرے نفس پر گواہ بناتے ہیں اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے بدن کے اعضاء سے پوچھا جائے گا اور جب وہ سب اعمال گنوادیں گے تو منہ کی مہر ہٹادی جائے گی، تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا کم بختو! تمہارا ناس ہو تمہارے لئے ہی تو میں یہ چیزیں کرتا تھا، ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کے اعضاء میں سب سے پہلے بائیں ران بولے گی کہ اس سے کیا کیا حرکتیں ہوئیں اور اس کے بعد دوسرے اعضاء بولیں گے، ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سبحان اللہ، الحمدللہ وغیرہ کو انگلیوں پر گنا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن ان اعضاء کو گویائی عطا ہوگی اور ان سے بازپرس ہوگی۔ (فضائل صدقات)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج رات جنت کو اور اس میں تم لوگوں کے مرتبوں کو دیکھا ہے، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے جس دروازے پر بھی جاتا تھا وہاں سے مرحبا مرحبا (تشریف لایئے تشریف لایئے) کی آوازیں آتی تھیں، حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کا یہ مرتبہ ہے وہ تو کوئی بہت ہی بلند پایہ شخص ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص ابوبکرؓ ہیں، پھر حضرت عمرؓ کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے جنت میں سفید موتی کا ایک گھر دیکھا اس میں یاقوت جڑے ہوئے تھے، میں نے پوچھا یہ مکان کس کا ہے، مجھے بتایا گیا کہ یہ قریش کے ایک نوجوان کا ہے (اس مکان کی نہایت عمدگی، چمک، رونق اور اپنے سید المرسلین ہونے کی وجہ سے) مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مکان میرا ہی ہے، میں اس میں داخل ہونے لگا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمرؓ کا ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ وغیرہ متعدد حضرات کے مراتب ارشاد فرمائے، اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰن، میرے ساتھیوں میں سے تم میرے پاس بہت دیر میں پہنچے، مجھے تو تمہارے متعلق یہ ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں ہلاک تو نہیں ہوگئے، اور تم پسینہ پسینہ ہو رہے تھے، میں نے تم سے پوچھا کہ اتنی دیر آنے میں تمہیں کہاں لگ گئی تھی، تو تم نے جواب دیا کہ میں اپنے مال کی کثرت کی وجہ سے حساب میں مبتلا رہا، مجھ سے اس کا حساب ہوا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے متعلق یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! رات ہی میرے پاس مصر کی تجارت سے ایک سو اونٹ آئے ہیں، یہ مدینہ منورہ کے فقراء اور یتامیٰ پر صدقہ ہیں، شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے اس دن کے حساب سے مجھ پر تخفیف (آسانی) فرمادیں۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰن تم میری امت کے غنی لوگوں میں ہو، اور جنت میں گھسٹ کر جاؤ گے، اللہ تعالیٰ شانہٗ کو قرض دو تاکہ تمہارے پاؤں کھل جائیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا چیز قرض دوں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا سارا مال، یہ سن کر فوراً اٹھے تاکہ اپنا سب مال لاکر حاضر کردیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور یہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی آئے اور یہ پیغام دے گئے کہ عبدالرحمٰن سے کہہ دیجئے کہ مہمان نوازی کیا کریں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا کریں، سوال کرنے والوں کا سوال پورا کیا کریں اور جوان کے عیال ہیں ان سے صدقہ میں ابتدا کیا کریں یہ چیزیں ان کے تزکیہ درست ہونے کے لئے کافی ہیں۔ (حاکم)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جس میں بعض قوموں کی تعریف فرمائی، اور پھر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنی پڑوسی قوموں کو تعلیم نہیں دیتیں کہ ان کو نصیحت کرتی ہیں، نہ ان کو سمجھ دار بناتی ہیں، نہ ان کو اچھی باتوں کا حکم کرتی ہیں نہ بری باتوں سے روکتی ہیں، اور یہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسیوں سے نہ علم سیکھتی ہیں نہ سمجھ سیکھتی ہیں، نہ نصیحت حاصل کرتی ہیں یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو سمجھدار بنائیں اور دوسرے لوگ ان علم والوں سے ان چیزوں کو حاصل کریں اور اگر ایسا نہ ہوا تو اللہ کی قسم ان لوگوں کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا (آخرت کا قصہ الگ ہے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے نیچے اتر آئے، لوگوں میں اس کا چرچہ ہوا کہ اس سے کون سی قومیں مراد ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعری قوم کے لوگ مراد ہیں کہ وہ اہل علم ہیں، اہل فقہ ہیں اور ان کے آس پاس کی رہنے والی قومیں جاہل ہیں، یہ خبر اشعری لوگوں کو پہنچی، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے بعض قوموں کی جو تعریف فرمائی اور ہم لوگوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاک ارشاد پھر ان کے سامنے فرمایا یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں اور ان کو نصیحت کریں، ان کو سمجھدار بنائیں، ان کو اچھی باتوں کا حکم کریں بری باتوں سے منع کریں اور دوسرے لوگ ان سے ان چیزوں کو حاصل کریں ورنہ میں دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دوسروں کو کس طرح سمجھائیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہی حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے تیسری بار پھر عرض کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اپنا وہی حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اچھا ایک سال کی مہلت ہم کو دے دیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے پڑوسیوں کی تعلیم کے لئے ایک سال کی مہلت عطا فرمائی۔

(ترغیب ومجمع الفوائد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا کے پیچھے پڑ جائے اس کا حق تعالیٰ شانہٗ سے کوئی واسطہ نہیں اور جس کو مسلمانوں کا (ان کی بھلائی، خیر خواہی) فکر نہ ہو اس کو مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں اور جو (دنیاوی اغراض کے لئے) اپنے آپ کو خوشی سے ذلیل کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ (فضائل صدقات)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: (۱) آنکھوں کا خشک ہونا (اللہ کے خوف سے کسی وقت بھی آنسو نہ ٹپکے)، (۲) دل کا سخت ہونا (کہ اپنی آخرت کے لئے یا کسی دوسرے کے لئے کسی وقت بھی نرم نہ پڑے)، (۳) آرزوؤں کا لمبا ہونا، (۴) دنیا کی حرص اور لالچ۔ (ترغیب)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحرین کا بہت سامان آیا، (اہل ضرورت) انصاری صحابہ کرامؓ نے جب یہ خبر سنی تو کثرت سے صبح کی نماز میں نماز کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مجمع کو دیکھ کر تبسم فرمایا، اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرے خیال میں اس مال کی خبر سن کر تم لوگ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا بے شک، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے حاضر ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں کثرت مال کی خوشخبری دیتا ہوں کہ عنقریب مال بہت زیادہ آنے والا ہے اور جس چیز سے تم خوش ہوتے ہو، (یعنی مال) اس کی امید رکھو وہ تمہارے پاس بہت زیادہ آنے والا ہے، میں تمہارے فقر و فاقے سے خائف نہیں ہوں، لیکن مجھے اس کا ڈر ہے کہ تمہارے اوپر دنیا پھیل پڑے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر وہ پھیل چکی ہے، اور پھر اس میں تم دل لگا بیٹھو جس کی وجہ سے وہ تم کو بھی اسی طرح ہلاک کردے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کرچکی ہے۔ (فضائل صدقات)

حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے تم کو معلوم ہو جائے تو ہنسنا کم کردو اور بہت کثرت سے رونے لگو اور دنیا تمہارے نزدیک بہت ذلیل بن جائے اور آخرت کو اس پر ترجیح دینے لگو۔ (فضائل صدقات)

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

خطبہ جمعہ جامع مسجد بلال کوٹلہ میرک

(مادھورام): جامع مسجد بلال میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ہوا۔ یہ پرانا بہت پرانا قصبہ ہے۔ یہاں ۱۰۲ سالہ پرانا دروازہ بھی موجود ہے۔ یہ دروازہ دیار کا بنا ہوا ہے اور ابھی تک صحیح سالم ہے۔ جامع مسجد بلال کے خطیب مولانا محمد شفیع قادری ہیں جو مولانا محمد جمیل اجمل قادری جڑانوالہ کے مرید ہیں۔ قریب ہی ایک بستی میں کئی ایک گھر قادیانی زرگروں کے ہیں اور مادھورام کے اکثر لوگ ان زرگروں سے زیور بنواتے ہیں۔ راقم نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد، قادیانیوں کی گستاخانہ عبارات بیان کرکے نمازیوں سے قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی، نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کرکے آئندہ قادیانیوں سے کاروبار نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس گاؤں میں چوہدری عبدالشکور احرار رہا کرتے تھے، جو جالندھر سے مہاجر تھے، ہمارے سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ یہاں وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے۔ چوہدری عبدالشکور کے فرزند ارجمند چوہدری عمیر احمد جالندھری ملنے کے لئے تشریف لائے اور کافی دیر مجلس گرم رہی۔

چک مذکور میں ایک قادیانی سے گفتگو اور اس کا قبول اسلام: راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا۔ اس دوران اوکاڑہ سے فون آیا کہ اوکاڑہ کے فلاں چک سے بول رہا ہوں۔ ہمارا بہنوئی قادیانی ہوگیا ہے (العیاذ باللہ) اور ہماری بہن کو قادیانی ہونے پر مجبور کررہا ہے۔ ہماری بات ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ کے کوئی عالم دین ہمارے مربی سے میری موجودگی میں گفتگو کرلیں اور ہمارے شکوک وشبہات دور کرلیں تو میں واپس اسلام قبول کرلوں گا اور قادیانیت پر لعنت بھیج دوں گا۔ آپ مہربانی فرما کر تشریف لائیں اور ہماری موجودگی میں گفتگو فرمالیں تو ہم بھی مستفید ہوں گے۔ تو راقم مطلوبہ تاریخ کو اوکاڑہ پہنچ گیا اور ضلعی مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد کو ساتھ لے کر مقام گفتگو پر پہنچا، گفتگو شروع ہوئی۔ اتفاق سے وہ نوجوان راجپوت برادری سے تھا، جبکہ اس کا سارا خاندان مسلمان اور پکا کھرا مسلمان تھا۔ بات چیت چلتی رہی، لیکن اسے کوئی بات سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اللہ پاک نے راقم کے دل میں ڈالا۔ راقم نے کہا: ”پپو“ متاثرہ نوجوان کو سب پپو پپو کہہ رہے تھے، آپ یہ تو سمجھتے ہیں کہ نبی سب سے عمدہ قوم میں آیا کرتا ہے؟ کہنے لگا بالکل، راقم نے کہا کہ اقوام عالم میں سب سے عمدہ قوم سادات ہیں اس نے کہا کہ بالکل صحیح۔ راقم نے کہا سادات کے بعد سب سے عمدہ قوم کون سی ہے؟ اس نے کہا کہ راجپوت (رانگڑ)۔

راقم نے کہا کہ مرزا قادیانی سیّد تھا نہ راجپوت، یہ نبی کیسے بن گیا؟ اس نے کہا کہ سیّد اور راجپوت (رانگڑ) نہ تھا۔ میں نے کہا کہ وہ مرزا قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس پر ان کا مربی بولا اس کا مطلب ہے کہ یہ نبی بن سکتے ہیں؟ راقم نے کہا یہی تو سمجھا رہا ہوں کہ جب یہ نبی نہیں بن سکتے تو مرزا کیسے بن سکتا ہے؟ ہم وہاں سے فارغ ہوکر مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کے چک میں منعقدہ جلسہ میں گئے۔ جلسہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ پپو کے سالے مٹھائی کا ڈبہ لے کر آئے اور مبارک باد پیش کی کہ اللہ پاک نے ہمارے بھائی کو ہدایت عطا فرمادی۔ راقم کے استفسار پر انہوں نے کہا کہ اور تو کوئی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔ البتہ یہ کہ نبی عمدہ قوموں میں آیا کرتا ہے اور سب سے عمدہ قوم سیّد اور راجپوت ہیں یہ نہ سیّد تھا اور نہ راجپوت کہنے لگا کہ مرزائیت پر لعنت بھیجتا ہوں۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ڈی ایس پی شجاع آباد سے ملاقات: مارچ کے مہینہ میں پولیس راقم کے گھر داخل ہوگئی، جس سے راقم کی چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال ہوا۔ اس دوران پولیس راقم کے فرزند قاضی احسان احمد کو گرفتار کر کے لے گئی اور ایک دن رات تھانہ میں رکھا۔ بڑی تگ و دو اور سفارشات کے بعد فرزند کی رہائی عمل میں آئی۔ اس پر راقم نے ڈی آئی جی ملتان اور ملتان کی ضلعی انتظامیہ کو خط لکھا اور چادر و چاردیواری کے تقدس کی پامالی پر سخت احتجاج کیا، وہ خط ڈی ایس پی شجاع آباد کو موصول ہوا تو صاحب موصوف کے پی اے نے مجھے کئی مرتبہ فون کیا کہ آپ ڈی ایس پی صاحب کے پاس پیش ہوں۔ تو راقم نے پی اے سے کہا کہ میں کوئی مجرم ہوں کہ پیش ہوں؟ مقامی احباب کو درمیان میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا کہ مقامی پولیس اس پر معذرت خواہ ہے آپ ڈی ایس پی شجاع آباد سے مل لیں تو ۲۴ مئی کو مقامی تاجر خواجہ حسین احمد کی رفاقت و معیت میں صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مقامی پولیس کو ڈانٹا اور کہا کہ مقامی انتظامیہ اس پر ندامت کا اظہار کرتی ہے۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے گی۔ راقم نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۹۴۹ء سے فتنہ قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے اور یہ سب کچھ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے کرتے ہیں۔ اس پر ڈی ایس پی شجاع آباد نے ایک واقعہ سنایا کہ میرے ایک قریبی عزیز چائلڈ اسپیشلسٹ ڈاکٹر ہیں۔ ان کے پاس ایک مفلوج بچہ لایا گیا، اس بچہ کا علاج کیا، اللہ پاک نے فضل و کرم فرمایا اور بچہ تندرست ہوگیا، جس پر انہوں نے ہمارے عزیز کا نہ صرف شکریہ ادا کیا بلکہ فون پر کہا کہ میں ابوظہبی میں رہتا ہوں، میرے لائق کوئی خدمت ہو تو..... ڈاکٹر موصوف نے اس کے اصرار پر کہا کہ ابوظہبی میں میری ملازمت کرادیں، اس نے کہا کہ چند روز میں آپ کو تقرری کا لیٹر مل جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کا فون آیا کہ دنیا پور کے فلاں چک میں میرا گھر ہے، وہاں سے لیٹر اٹھالیں تو میرے عزیز ڈاکٹر صاحب وہاں گئے تو اس کے گھر والوں نے ایک فارم دیا، جو قادیانی جماعت میں شمولیت کا تھا کہ اس پر دستخط کردیں اور تقرری کا لیٹر لے جائیں اور تیاری کریں، تو میرے عزیز ڈاکٹر نے کہا کہ میں نے فی الفور تو قادیانی جماعت میں شمولیت کا سوچا بھی نہیں تھا اور سوچ کر بتاؤں گا تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے کلینک کی نگرانی شروع کردی اور انہیں مرعوب کرنے کی کوشش شروع کردی صرف ڈاکٹر صاحب کو ہی نہیں بلکہ اس کے عملے کو بھی..... تو ہم نے تحفظ ختم نبوت والوں سے رابطہ کیا تو ڈاکٹر کی جان چھوٹی۔ اس پر راقم نے کہا کہ وہ تحفظ ختم نبوت ہماری جماعت ہے تو ڈی ایس پی مذکور نے سیکورٹی افسر کو کہا کہ ان سے معذرت کریں اور آئندہ کسی کے گھر میں داخل ہو کر یوں ان کی چادر و چاردیواری کا تقدس پامال نہ کریں۔

دفتر ختم نبوت کراچی میں مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی آمد

۱۲ر جون ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ صبح تقریباً دس بجے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ) کے احباب کو اپنی آمد سے پُرمسرت فرمایا۔ آپ عصر سے قبل تک دفتر میں جلوہ افروز رہے اور مریدین و متعلقین اور کارکنانِ ختم نبوت کو اپنی زیارت و ملاقات سے مشرف فرماتے رہے۔ آپ اپنے والد گرامی قدر حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کی مسند اصلاح وارشاد کے جانشین ہیں اور انہی کی طرح ارشادات و فرمودات سے زیادہ توجہات سے نوازتے ہیں۔ (مولانا محمد قاسم، کراچی)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

پروانۂ ختم نبوت
حضرت مولانا محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پروانۂ ختم نبوت مولانا محمد اسحاق بنیادی طور پر ریحانہ ہری پور ہزارہ کے رہنے والے تھے۔۱۹۶۴ء میں واہ کینٹ میں ان کا ورود مسعود ہوا۔۱۹۶۶ء میں آپ کی مسجد ومدرسہ کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے رکھا۔

۱۹۴۳ء میں چمن پارک ہری پور ہزارہ میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام کانفرنس منعقد ہوئی جس میں امیر شریعت حضرت مولانا سیدعطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت دوسرے اکابر تشریف لائے۔ اکابر کے بیانات سے متاثر ہوکر مجلس احرار اسلام میں شامل ہوگئے۔

قیام پاکستان کے بعد جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تو اپنی تمام تر مساعی جمیلہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے وقف کردیں۔ ختم نبوت میں اتنے فنا ہوئے کہ ان کے نام کے ساتھ پروانۂ ختم نبوت لکھا جانے لگا، یہاں تک کہ پروانۂ ختم نبوت زیادہ شہرت پکڑ گیا، جبکہ نام عقب میں چلا گیا۔۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء،۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں دیوانہ وار حصہ لیا اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ امیر شریعت سیّدعطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور دوسرے اکابرین مجلس کے والا وشیدا تھے۔ راقم کو کئی مرتبہ ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا بڑی وارفتگی سے ان کا نام لیتے اور مزے لے لے کر ان کے کارہائے نمایاں بیان کرتے۔

ایسے ہی حضرت درخواستیؒ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے والا وشیدا تھے۔ ان کے جانشین مولانا محمد قاسم سلمہ نے بتلایا کہ کئی سال سے بستر علالت پر تھے۔ بظاہر کوئی بیماری نہ تھی بس کمزوری تھی۔ مولانا محمد قاسم بتلاتے ہیں کہ کئی سال سے جمعہ کا خطبہ میرے ذمہ ہے، لیکن کبھی کبھار بیان کے لئے بیٹھ جاتے اور ایسا جذباتی بیان ہوتا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جوانی لوٹ آئی۔ میں عرض کرتا: باباجی! آج بڑا جذباتی بیان فرمایا۔ فرماتے کہ آج مولانا ہزارویؒ ملے تھے گویا مولانا غلام غوث ہزارویؒ بعد از وفات بھی ان میں سپرٹ بھرتے رہتے۔ جب بھی حاضری ہوئی۔ اپنی اولاد جیسا پیار دیا، کبھی کبھی مجلس کے مبلغین کو بلوا کر جمعہ سے پہلے ان کے بیانات کرواتے اور اس پر پھولے نہ سماتے۔ حالانکہ جس آدمی نے شاہ جیؒ، قاضی صاحبؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ سے عمائدین و اکابرین کو سنا ہو، اس کے نزدیک ہماری حیثیت کیا رہ جاتی ہے، لیکن وہ اس پر عمل پیرا ہوئے:

یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے
نیک باتوں پر عمل کرنا تمہارا کام ہے

انہوں نے طویل عمر پائی، ۶۱ سال انہوں نے دین اسلام کی خدمت کی۔ ۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ کو انتقال فرمایا اور ۲۷ویں شب کو انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے جانشین مولانا محمد قاسم مدظلہ نے پڑھائی اور انہیں واہ کینٹ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مدرسہ خیر المنازل للبنات میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا محمد قاسم) بزرٹہ لائن متوسط طبقہ کا علاقہ ہے۔ یہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے علاقہ کی بچیوں اور خواتین کی دینی تعلیم کا ادارہ مدرسہ خیر المنازل قائم کیا ہے، جہاں قاعدہ، ناظرہ، حفظ قرآن کریم اور دراساتِ دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے، نیز وقتاً فوقتاً اصلاحی بیانات کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اس مدرسہ میں پچھلے سال کی طرح امسال بھی تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی زیر نگرانی منعقد کیا گیا۔ پہلے روز ۱۴؍جون بروز پیر ’’عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر راقم الحروف نے چند معروضات پیش کیں۔ دوسرے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مرکز کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے ’’حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام‘‘ سے متعلق گفتگو کی۔ تیسرے دن بروز بدھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے خصوصی بیان کیا، جس میں فتنۂ قادیانیت کی زہرناکی، تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیئے، آپ کی دعا پر کورس کا اختتام ہوا۔ کورس کا دورانیہ دو گھنٹے تھا۔ روزانہ صبح ۱۰ تا ۱۲ بجے اسباق ہوتے، جن میں مدرسہ کی طالبات اور معلمات کے علاوہ علاقہ کی خواتین نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کورس کو ہم سب کے حق میں نافع بنائے، آمین۔

حضرت مولانا شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

مولانا حافظ شاہ محمدؒ چکوال کے علاقہ دولر تلہ گنگ کے رہنے والے تھے۔ لاہور میں تشریف لائے، جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورہ کیا اور جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ کے مہتمم وانچارج بنادیئے گئے۔ اپنے صلاح وتقویٰ کی بدولت آپ نے جامعہ کی شہرت وعظمت کو چار چاند لگادیئے، آپ کا جامعہ اہل حق کا نمائندہ ادارہ رہا۔ ناموس رسالت، عقیدۂ ختم نبوت، عظمت اصحاب وآل رسول کی حفاظت کے لئے ہروقت چاق وچوبند رہتے۔ روافض نے اپنے غیر قانونی جلوس کو گزارنے کی کوشش کی۔ میدان میں آکر انہیں بھاگنے پر مجبور کردیا۔ جامع مسجد عائشہ قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے کنٹرول میں تھی۔ ۸/جون ۱۹۹۰ءکو ان کے ناجائز قبضہ سے واگزار کرایا گیا۔ اس میں مجلس کو آپ کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی، جب بھی قادیانیوں نے ہلہ گلہ کرنے کی کوشش کی، آپ کی سرپرستی میں انہیں ان کے عزائم میں ناکام ونامراد بنادیا گیا۔

جامع مسجد عائشہ اور اس سے ملحقہ قطعہ اراضی سید اسد حسین شاہ جو اراضی وقف کرنے والوں کے وارث تھے نے یہ اراضی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام وقف کردی۔ بعض لوگوں کے منہ سے رال ٹپکنے لگی اور انہوں نے دیوبندی، بریلوی مسئلہ بنانے کی کوشش کی، ہم نے بارہ ربیع الاول کو سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس کا اشتہار شائع کیا۔ اسی روز بعض شرپسند عناصر نے مقابلہ میں اشتہارات شائع کردیئے۔ دونوں اشتہار انتظامیہ کے سامنے آئے تو اے سی ماڈل ٹاؤن، ڈی ایس پی مسلم ٹاؤن آئے اور فریقین کو بلایا۔ راقم نے کہا کہ دوسرے فریق کو اشتہار نہیں چھاپنا چاہئے تھا اور اگر چھاپ لیا گیا تو مشترکہ پروگرام کرلیتے ہیں۔ راقم ضمانت دیتا ہے کہ ہماری طرف سے کوئی فرقہ وارانہ اور اختلافی بات نہ ہوگی۔ مقابل فریق میں جناب اشفاق حسین بٹ اور رانا مشتاق احمد بھی ذمہ داری اٹھائیں کہ ان کی طرف سے کوئی اختلافی بات نہ ہوگی۔ چنانچہ جلسہ مشترکہ کرنے کا فیصلہ ہوگیا۔ ہماری طرف سے مقامی علماء کرام تھے۔ شاید مولانا محمد امجد خان حفظہ اللہ کا نام بھی تھا۔ جب حضرت مولانا شاہ محمدؒ تشریف لائے تو نعروں کی گونج میں مجمع نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا، جس سے دوسرے فریق کا پیر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ فریق مخالف نے درخواست دی۔ فریقین حوالات میں بند کردیئے گئے۔ اب انتظامیہ نے پھر صلح کا ڈول ڈالا۔ ہماری طرف سے کوئی لڑائی نہیں تھی۔ ڈی ایس پی نے کہا کہ بٹ صاحب آج جمعہ کا دن ہے، اگر مسجد عائشہ میں جمعہ نہ ہوسکا تو یہ فریقین اور انتظامیہ کے چہروں پر کلنک کا ٹیکہ ہوگا، کوئی درمیانی راہ نکالیں تو اشفاق حسین بٹ نے کہا کہ ہمیں خطیب مولانا پروفیسر ظفر اللہ شفیق قبول نہیں، اگر مولانا شجاع آبادی جمعہ پڑھائیں تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا تو ما بدولت نے خطبہ جمعہ دیا۔

غرضیکہ جامع مسجد عائشہ کے ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک دس سال بہت مشکل گزرے تمام تر مشکلات میں حضرت مولانا شاہ محمدؒ ہماری بھرپور سرپرستی کرتے رہے۔ سال میں دو جمعہ کم از کم راقم الحروف مرحوم کے مدرسہ کی مسجد میں خطبہ دیتا اور بیان کرتا، اگر حضرت مولانا جمعۃ المبارک کا بیان شروع فرماچکے ہوتے اور راقم کچھ تاخیر سے پہنچتا تو مولانا دیکھتے ہی فرماتے: ”لو بھائی! ختم نبوت والے آگئے۔ ختم نبوت تو اپنی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اپنے ہیں۔“

لاولد تھے اور کافی عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے۔ قاری سعید احمد اور مولانا عظمت حیات آپ کے عزیزوں میں سے ہیں۔ انہوں نے آپ کی اور آپ کی اہلیہ محترمہ کی خدمت کا حق ادا کردیا۔ وفات کے بعد مولانا عظمت حیات آپ کے جانشین اور جامعہ کے مہتمم مقرر کئے گئے۔ موصوف کا اصلاحی تعلق قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوال سے تھا۔ حضرت قاضی صاحبؒ مسلک میں تعصب کی حد تک متشدد تھے اور مسلکی غیرت ان کے تمام متعلقین میں ان کی طرف سے منتقل ہوئی۔

آپ نے بانی جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسے عظیم علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے اور پوری زندگی تعلیم و تعلم میں گزار کر ۳۰/مئی کو راہی ملک بقا ہوئے۔

آپ کی نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم مدظلہ کی امامت میں ہزاروں علماء، طلباء، مشائخ، مختلف شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے بعد نماز عصر باکی گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور میں ادا کی گئی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

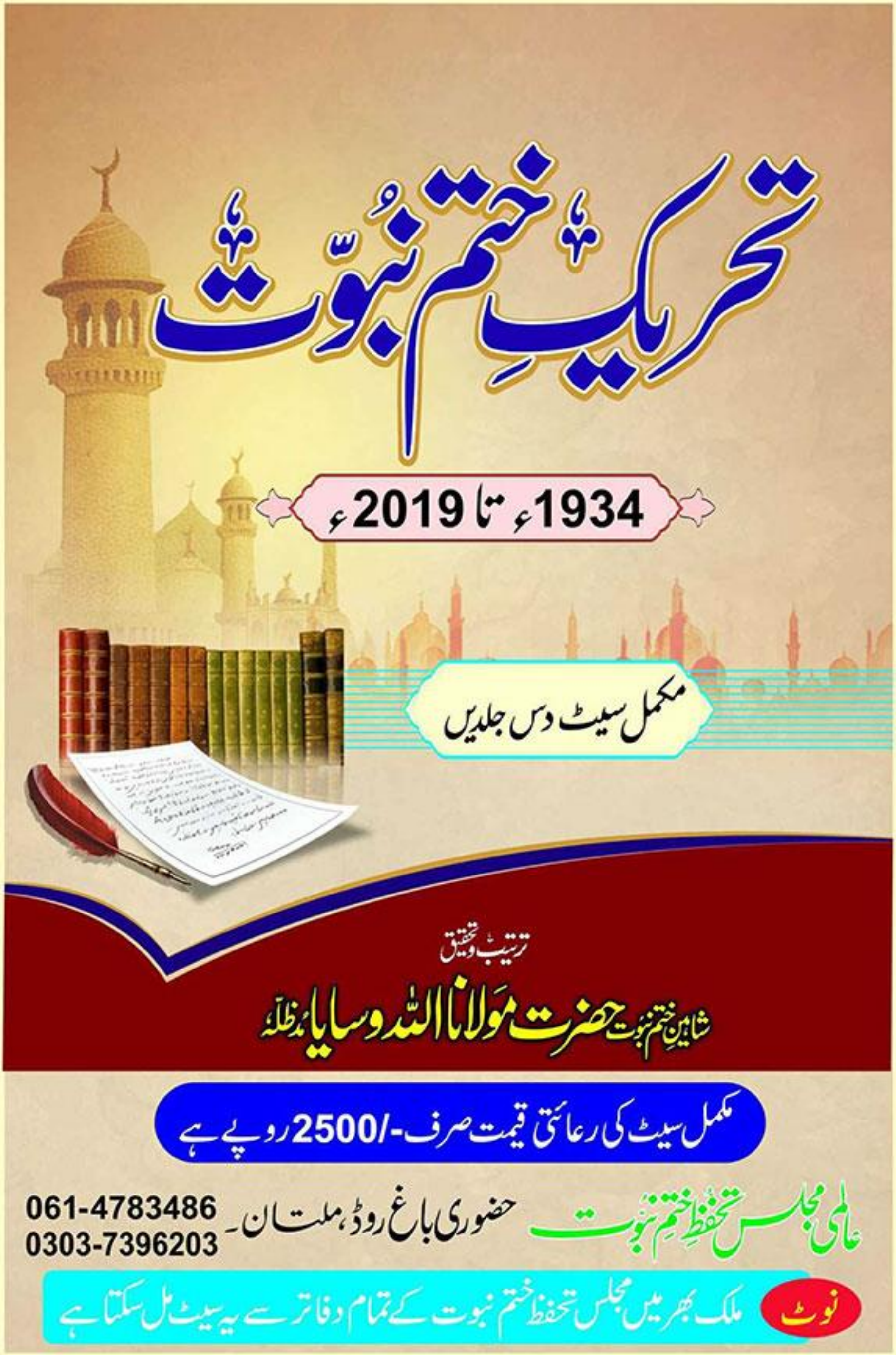
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے